REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA
AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ٢٣

شمارہ ٢

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شرح چندہ

سالانہ ١٠ روپے
ششماہی ٥ روپے
ممالکِ غیر ٢٠ روپے
فی پرچہ ٢٥ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

١٥ ذوالحجہ ١٣٩٣ ہجری — ١٠ صلح ١٣٥٣ ہش — ١٠ جنوری ١٩٧٤ء

اخبارِ احمدیہ

عید مبارک کا پیغام

قادیان ٨ صلح (جنوری)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے عید سے ایک روز قبل مورخہ ٤ جنوری کو براستہ لنڈن تار موصول ہوا جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام احباب جماعت کو عید مبارک کا پیغام بھجواتے ہوئے دُعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عید کی اصل اہمیت اور ان ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق بخشے جو اس میں مضمر ہیں۔" آمین۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دُعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور کی جملہ ہدایات پر عمل پیرا رہنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین۔

قادیان ٨ صلح۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

★ — حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔ قادیان اور اس کے مضافات میں سردی کی شدت بہت معمولی طور پر کم ہوئی ہے تاہم سردی کا سلسلہ چل رہا ہے کبھی مطلع صاف ہو جاتا ہے اور کبھی ابر آلود۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے۔ جلسہ سالانہ پر تشریف لائے ہوئے مہمان واپس جا رہے ہیں۔ سفر و حضر میں اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو آمین ؛

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب

اور آپ کی طرف سے سپاسنامہ کا جواب

مرتبہ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال آمد قادیان

قادیان ٢ جنوری۔ آج ١٢½ بجے دوپہر مدرسہ تعلیم الاسلام کے صحن میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق صدر عالمی عدالتِ انصاف کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا انعقاد عمل میں آیا۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ نے سپاسنامہ پڑھ کر سنایا۔ اس سے قبل فرمایا کہ "اس وقت میں احباب کے سامنے وہ استقبالیہ ایڈریس پیش کرنے لگا ہوں جو یہاں کی جماعت کی طرف سے محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس سے قبل میں دو امور کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ حضرت چوہدری صاحب تقسیم ملک کے ½٢٦ سال بعد پہلی مرتبہ اس مقدس بستی میں تشریف لائے ہیں۔ اس مبارک بستی کی زیارت کی توفیق پانے پر میں آپ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ محترم چوہدری صاحب کے ہمراہ عالمی عدالتِ انصاف کے رجسٹرار جناب سٹینسلاس اکورن (STANISLAS AQUARONE) بھی آپ کی دعوت پر تشریف لائے ہیں۔ محترم رجسٹرار صاحب آسٹریلیا کے باشندے ہیں اور ایک عرصہ سے عالمی عدالتِ انصاف کے رجسٹرار کی حیثیت سے خدمات بجا لا رہے ہیں۔ یہ عرصہ سے اسلام کا مطالعہ کر رہے ہیں اور اسی سلسلہ میں یہ پہلے ربوہ کے جلسہ سالانہ پر پہنچے اور اب محترم چوہدری صاحب کی دعوت پر قادیان تشریف لائے۔ محترم چوہدری صاحب کے ہمراہ محترم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد احمدیہ لنڈن اور بعض دوسرے ممالک کے احمدی معززین بھی زیارت مقاماتِ مقدسہ کی غرض سے تشریف لائے ہیں۔ میں ان سب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی مرکزی حکومت کا شکر گزار ہوں جس نے محترم چوہدری صاحب کو ویزا جاری کرنے کے لئے فراخدلانہ کارروائی کی۔

اِس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے سپاس نامہ پیش کیا (جو اِسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے) حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:-

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنی طرف سے اور جماعت کے احباب کی طرف سے اپنی محبت، اخلاص اور حسنِ ظن کو جن الفاظ میں بیان فرمایا ہے میں اس کے لئے نہایت ممنون ہوں۔ اور میرا دل تشکر کے جذبات سے لبریز ہے لیکن اس کے ساتھ ہی میرا دل ندامت کے احساس سے لبریز ہے کہ میں اپنے اندر کوئی خوبی نہیں پاتا۔ اس وقت میں صرف یہی عرض کروں گا کہ کاش! میں وہی ہوتا جو انہوں نے بیان فرمایا ہے۔

آپ نے فرمایا، میں نہایت عاجز انسان ہوں۔ اپنے عجز کو دیکھتا ہوں اور اس کے مقابلہ میں اُس محبت کو دیکھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں میرے لئے پیدا کی ہے تو میرا سر ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاتا ہے۔ میرا یہ سفر یعنی قادیان کی مقدس بستی اور شعائر اللہ کی زیارت کی غرض سے میرا یہ سفر میری بہت سی آرزوؤں کو پورا کرنے والا ہے جو عرصہ دراز سے میرے دل میں موجزن تھیں۔ لیکن چونکہ ہر کام کے لئے ایک وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے ½٢٦ سال کے بعد یہ موقع عطا فرمایا کہ میں اس مبارک و مقدس بستی کی زیارت کروں۔ الحمد للہ۔

وقت کے تقاضا کے لحاظ سے میں مختصراً ہی کچھ گزارش کر سکوں گا۔ اور اگر مجھے زیادہ وقت بھی مل جاتا تو میں اپنی طبیعت پر قابو نہ پا سکتا اور تفصیل کے ساتھ کچھ بیان نہ کر سکتا۔ اس مبارک بستی کی زیارت کے بعد جذبات کی رقت مجھے کچھ زیادہ عرض کرنے کی اجازت نہیں دے رہی ہے۔

میں نے واہگہ بارڈر کے اس طرف قدم رکھتے ہی اپنے جذبات میں ایک تلاطم محسوس کیا اور وہاں احباب جماعت کے پُرخلوص استقبال کو دیکھ کر اور ساتھ ہی مرکزی اور پنجاب کی حکومتوں کی طرف سے انتظامات کو دیکھ کر مجھے بے حد مسرت حاصل ہوئی۔ میں جس فرد سے بھی ملا، اس نے اس قدر محبت اور تواضع کی کہ میں ان سب کا شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو جزائے خیر دے۔

اب میں محترم صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے جواب میں کچھ عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں امتِ مسلمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ، کہ تم ہی بہترین اُمت ہو کیونکہ تم لوگ بنی نوع انسان کی خدمت کرتے ہو۔ اور نیکی کی تلقین کرتے ہو اور بُرائیوں سے روکنے کی کوشش کرتے ہو۔ گویا اللہ تعالیٰ نے امتِ اسلامیہ کو یہ ہدایت فرمائی ہے کہ تم اپنی زندگیوں کو دو کاموں میں ہمیشہ لگائے رکھو۔ ایک تو نیکی کی تلقین کرتے رہو اور دوسرے بُرائیوں سے روکتے رہو۔

ایک انسان جب دوسروں کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک صورت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ عملی مظاہرہ کے ذریعہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جاتا ہے۔

(باقی ملاحظہ ہو صلا پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۰ر صلح ۱۳۵۳ ہش!

قادیان میں عیدالاضحیہ کی مبارک تقریب

مقامی طور پر قادیان میں عیدالاضحیہ کی پُر مسرّت تقریب بتاریخ ۵ر جنوری ۱۹۷۴ء پورے اسلامی طریق سے منائی گئی۔ نظارت دعوۃ وتبلیغ کے اعلان کے مطابق عیدالاضحیہ کی نماز بہشتی مقبرہ کے متصل واقع پارک خواتین میں بوقت سوا دس بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسنون طریق پر پڑھائی۔ جس میں قادیان میں موجود احباب جماعت اور باہر سے آئے ہوئے دوست جو عید کی مبارک تقریب کے لئے بعد از جلسہ رک گئے تھے مع جملہ خواتین کے شریک ہوئے۔ خواتین کے لئے پردہ کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ نماز مسنونہ کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے ایک پُر اثر خطبہ دیا جس میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم قربانی کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو دونوں طور کی قربانیاں خوشش دلی سے پیش کرتے چلے جانے کی تلقین کی۔

خطبہ عیدالاضحیہ شروع کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ آج کا دن عیدالاضحیہ کا دن ہے اور اسلامی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے مطابق آج عید کے دن جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ قُربانی کے جانور ذبح کریں گے اور جن کو توفیق نہیں ان کے اندر یہ احساس ضرور ہوگا کہ اگر ہمیں توفیق ہوتی تو ہم بھی اس ظاہری قربانی کے طریق اور سنّتِ نبوی پر عمل کرتے۔ لیکن اسلام کی تعلیم کی خوبی اور اس کی شان یہ ہے کہ اس نے ہمیشہ ہی مغز اور رُوح پر زیادہ زور دیا ہے۔ جس کسی شخص کو ایسے حالات اور امور پیش آجاتے ہیں جو کسی کام کے لئے توفیق نہیں پاتا لیکن اس کی نیّت یہ ہوتی ہے کہ وہ نیکی کے اس کام کو بجالائے تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ایسی نیّت عمل سے ہوتی ہے۔ ظاہری عمل بیشک بڑے ثواب اور اجر کا موجب ہے۔ لیکن اس کے ساتھ نیّت کی صفائی اور خلوص بے حد ضروری ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو ثواب اور اجر دینے کے وقت حالات کی مجبوری کو بھی دیکھا جائے گا۔ بہت ممکن ہے کہ ایک صاحب حیثیت آدمی جو قربانی ظاہری طور پر کرتا ہے اس کے بالمقابل ایک ایسا آدمی جو حالات کی مجبوری سے ظاہری قربانی کرنے سے معذور ہے۔ اپنی نیّت کی صفائی کے نتیجہ میں اس سے کہیں بڑھ کر ثواب اور اجر حاصل کر جائے۔ اس لئے نیّت کی صفائی اسلامی تعلیم کی رُو سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

عیدالاضحیہ کی مخصوص قُربانی پر تاریخی نقطۂ نظر سے روشنی ڈالتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا آج کا دِن حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی ایک مثالی قرُبانی کی یاد دلاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو اس سبق کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنے کی تلقین کرتا ہے کہ روئے زمین کے تمام مسلمان اسلامی تہواروں کی ظاہری صورت کے ساتھ اس کی بنیادی خوبیوں کو بالضرور پیشِ نظر رکھیں۔ اسی سلسلہ میں آپ نے مختلف مثالیں دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک شخص جس کو اچھا لباس میسّر آجائے مگر اس کے پیٹ میں درد ہے اُسے اچھے لباس سے باطنی خوشی میسر نہیں آسکتی۔ اسی طرح جو شخص کسی اور بیماری میں مبتلا ہے اُسے ظاہری خوشی اور فرحت اس وقت میسر آسکتی ہے جب اُسے صحت ہو۔ آپ نے فرمایا یہ تو انفرادی خوشی کی کیفیت ہے۔ قومی خوشی اور مسرّت کی بھی یہی حالت ہے۔ ایک آدمی جسے ذاتی طور پر خوشی اور مسرّت حاصل ہے لیکن اس کی قوم کے افراد ذلّت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ کمزور ہیں تو قومی لحاظ سے خوشی میسّر نہیں۔ اس لئے اِس عید کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے سامنے قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال پیش کرکے اُنہیں اس طرف متوجہ کیا ہے کہ افراد اور قوم کی عزت کی بقا کے لئے اُن کا قربانیاں پیش کرتے چلے جانا ضروری ہے۔ یہ وہی چیز ہے جس کی طرف حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبۂ عید فرمودہ ۵ر دسمبر ۱۹۳۷ء میں جماعت کو توجّہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے :-

"مَیں جماعت کو اس امر کی طرف توجّہ دلاتا ہوں کہ اپنی قرُبانیوں کی طرف کبھی اس نقطۂ نگاہ سے خیال نہ کرو کہ ان سے اس فرد کو فائدہ پہنچے گا جس نے قربانی کی۔ قربانیاں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک فردی اور ایک قومی۔ فردی قربانیاں فرد کی زندگی کو چاہتی ہیں۔ مگر قومی قربانیاں قوم کی زندگی کو چاہتی ہیں۔ جیسا کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری ایک قوم بنا دی ہے۔ جو احمدیت ہے۔ پس ہمیں اس نقطۂ نگاہ سے اپنی قربانیوں کو نہیں دیکھنا چاہیئے کہ ہمیں ان قربانیوں سے اپنی زندگیوں میں کیا فائدہ ہوگا بلکہ ہمیں اس نقطۂ نگاہ سے دیکھنا چاہیئے کہ مَیں احمدیت کا فرد ہوں۔ اور اگر مجھے عید کا دن دیکھنا نصیب نہ ہوا لیکن میری قوم نے دیکھ لیا تو وہ عید گویا مجھے ہی مل گئی۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ نے احمدیت کے لئے اپنی جان دی۔ ان کی شہادت ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ اُن کے بچے اس وقت بچے تھے۔ بلکہ کئی بچے بعد میں بالغ ہوئے۔ بلکہ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو اُن کا ایک بچہ ان کی شہادت کے بعد پیدا ہوا۔ پس کیا اس وقت اُن کے سامنے اُن کے بچے نہیں تھے۔ یا ان کی بیوی نہیں تھی۔ مگر وہ جانتے تھے کہ مَیں جب تک احمدیت میں شامل نہیں ہوا تھا ایک فرد تھا۔ مگر احمدیت میں شامل ہونے کے بعد اب مَیں احمدیت کی اُنگلی یا اس کا ہاتھ بن گیا ہوں پس آدمی ہونے کے لحاظ سے میری زندگی اور قسم کی تھی مگر احمدیت کا ایک عضو ہونے کے لحاظ سے اب میری زندگی اَور رنگ کی ہے۔ اب مَیں دوسرے درجہ پر ہوں اور احمدیت پہلے درجہ پر۔ اور جس طرح جسم کو بچانے کے لئے کسی عضو کے کٹ جانے کی کوئی پروا نہیں کی جاتی اسی طرح احمدیت کی عزت بچانے کے لئے اگر میری جان چلی جاتی ہے تو وہ بے حقیقت شے ہے۔ چنانچہ انہوں نے احمدیت کی عزّت قائم رکھی۔ اور خود شہید ہوگئے اگر خدانخواستہ وہ اس وقت ثبات قائم نہ رکھ سکتے اور احمدیت سے انکار کر دیتے تو گو اُن کی جان بچ جاتی مگر لاکھوں انسانوں کی نظر میں احمدیّت کی وقعت کم ہوجاتی۔ اور وہ یہ سمجھتے کہ یہ دین کوئی بڑا دین نہیں۔ جب اس کے ایک متبع کو حقیقی ڈر پیدا ہوا تو اس نے احمدیت سے انکار کر دیا۔ مگر کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ وہ اُنگلی جو اپنی زندگی کی پروا کرتی اور اپنے جسم پر دشمن کا وار ہونے دیتی ہے وہ بچ سکتی ہے؟ یہ تو ممکن ہے کہ اُنگلی مرجائے اور جسم بچ جائے۔ مگر یہ بالکل ممکن نہیں کہ جسم مرجائے اور اُنگلی بچ جائے۔ یہ تو ممکن ہے کہ چاروں یا پانچوں اُنگلیاں کٹ جائیں اور جسم پھر بھی زندہ رہے۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ جسم پر موت آجائے اور اُنگلیاں محفوظ رہیں۔ ہزاروں آدمی ایسے ہیں جن کے دانت نکل جاتے ہیں۔ جن کی آنکھیں نکل جاتی ہیں۔ جن کے ہاتھ کٹ جاتے ہیں۔ جن کے پاؤں رہ جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ زندہ رہتے ہیں۔ مگر تم یہ کبھی نہیں دیکھو گے کہ کسی کا جسم مرگیا ہو مگر اس کے ہاتھ یا پاؤں زندہ رہے ہوں۔ اسی طرح جب کوئی قوم قوم بنے گی۔ اس وقت یہ تو ممکن ہوگا کہ افراد مریں اور قوم زندہ رہے۔ مگر یہ ممکن نہیں ہوگا کہ قوم مرجائے اور افراد زندہ رہیں۔ اسی لئے عقلمند لوگ اپنی قربانیاں پیش کرتے اور اپنی قوم کو مرنے سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری موت میں ہماری قوم کی حیات ہے۔ لیکن ہماری قوم کی موت میں ہماری اپنی بھی موت ہے۔ مگر یہ اس نقطۂ نگاہ سے ہے اگر ہم سمجھیں کہ اگلا جہان کوئی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ تو قرآن کریم میں مسلمانوں کے متعلق فرماتا ہے وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ۔ کہ تم دکھوں سے کیوں ڈرتے ہو۔ یہ دکھ تم کو ویسے ہی پہنچتے ہیں جیسے دشمنوں کو پہنچتے ہیں۔ مگر وہ ان دکھوں سے نہیں ڈرتے بلکہ قربانیاں کرتے چلے جاتے ہیں۔ پھر تم کیوں تکالیف سے ڈر کر قرُبانیاں کرنے سے ہچکچاتے ہو۔ اس کے علاوہ تم میں اور ان میں ایک فرق بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ تم اُمید رکھتے ہو کہ جب ہم مریں گے تو جنت میں جائیں گے۔ مگر تمہارا دشمن سمجھتا ہے کہ ہم مریں گے تو مٹی ہوجائیں گے۔ پس تمہاری قربانی تمہارے یقین کے مطابق ضائع نہیں گئی صرف یہ فرق ہوا کہ تمہاری عید اس جہان میں نہ ہوئی اگلے جہان میں ہوجائے گی۔"

خطبہ کے آخر میں محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ حقیقی خوشی دل کی خوشی ہوتی ہے اور دل کی خوشی اطمینانِ قلب سے میسّر آتی ہے۔ جب دل میں سوائے خدا کے کسی چیز کا ڈر نہ ہو اور کسی قسم نقصان کا اندیشہ جاتا رہے تو اسی سے اطمینانِ قلب پیدا ہوتا ہے۔ یہ مقام اسی وقت میسر آتا ہے جب انسان کا ایمان خدا کی ذات پر کامل ہو اور دل کی گہرائیوں سے وَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا نکلے۔

خطبہ ثانیہ میں محترم صاحبزادہ صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا براستہ لنڈن بذریعہ تار موصولہ احباب جماعت کو عید مُبارک کا پیغام پہنچایا۔ اور سب احباب کو حضور انور کی طرف سے السّلام علیکم کہا۔ اور فرمایا کہ ۱۹۷۴ء کا آغاز ایسے اچھے تفاؤل کے رنگ میں ہوا ہے جس میں ظفر اور فتح کے سامانوں کی طرف اشارہ ہے۔ اس موقعہ پر آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری فرمودہ تحریک جشن صدسالہ میں بڑھ چڑھ کر مالی حصّہ لینے کی بھی تحریک فرمائی۔ اور احباب جماعت کو دُعا کرتے رہنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو اسلام و احمدیت کی رُوحانی فتح اور دلوں میں حقیقی خوشی پیدا کرنے کا موجب بنائے آمین۔

خطبہ کے بعد آپ نے تمام احباب سمیت اجتماعی دُعا فرمائی۔ بعد ہٗ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل اور محترم صاحبزادہ صاحب سے سب احباب مصافحہ اور معانقہ کرتے ہوئے ایک دوسرے سے بھی بغلگیر ہوئے اور عید مبارک کا تحفہ دیتے ہوئے خوش وخرم واپس لوٹے۔

عید کی قرُبانیاں

سنّتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے عیدالاضحیہ کی نماز کے بعد عید کے تینوں روز ۱۵ جانور اجتماعی طور پر قربانی کے ذبح کئے گئے۔ اور ۲۳ جانور انفرادی طور پر ذبح کئے گئے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ

خطبہ جمعہ

جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کا نہایت خوشی اور مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ استقبال کرو

اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے کی قوت ایک بنیادی روحانی قوت ہے اس کی نشوونما کو کمال تک پہنچانا ہر احمدی کا فرض ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۳ نبوت ۱۳۵۲ ہش مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

اگرچہ اس خطبہ جمعہ میں حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ نے زیادہ تر اہلِ ربوہ کو خطاب فرمایا ہے لیکن اسی ضمن میں بے شمار ایسی روحانی باتیں بیان ہوئی ہیں جو بیرونجات کے احباب کے لئے بھی ایسی ہی ایمان افروز اور روح پرور ہیں جیسے خطبہ کے اول المخاطبین کے لئے۔ اس لئے اسی نقطۂ نظر سے یہ خطبہ بدر میں نقل کیا جارہا ہے۔ امید ہے کہ احباب ہندوستان بھی اسی جذبۂ فدائیت سے اس کا مطالعہ فرمائیں گے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات شروع ہو چکے ہیں۔ جلسہ پر آنے والے سب دوست یہاں اپنے مرکز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان کی حیثیت سے آتے ہیں۔ اُن کی

رہائش کا انتظام

تین طریقوں پر کیا جاتا ہے۔ ایک تو جماعتوں کو اکٹھا ٹھہرانے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ مردوں کے لئے قیام گاہوں کا علیحدہ انتظام ہوتا ہے اور عورتوں کے لئے علیحدہ۔ جہاں تک مردانہ انتظام کا تعلق ہے ہائی سکول، جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام کالج کے کمروں میں جماعتیں ٹھہرتی ہیں۔ اسی طرح جو نیا کالج بنا ہے اس کے ایک حصہ میں جہاں لیبارٹری نہیں ہے اور پھر خدام الاحمدیہ کے ہال اور غالباً انصار اللہ کے ہال میں بھی جماعتوں کے ٹھہرنے کا انتظام ہوتا ہے۔

زنانہ انتظام، زنانہ کالج۔ زنانہ سکول اور لجنہ اماء اللہ کے دفاتر اور ہال میں ہوتا ہے۔ غرض ایک تو یہ انتظام ہے جو عام طور پر نظامِ جلسہ کی طرف سے مہمانوں کی رہائش کے لئے کیا جاتا ہے۔

دوسرے وہ انتظام ہے جو اہلِ ربوہ انتہائی خلوص اور محبت کے ساتھ انفرادی طور پر کرتے ہیں۔ وہ اپنے اپنے گھروں میں اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں کو ٹھہراتے ہیں۔ اور یہ بھی ایک بے مثال نظام کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ دوست اس کثرت کے ساتھ مہمانوں کو اپنے گھروں میں ٹھہراتے ہیں کہ اس کی مثال دنیا میں شاید ہی کہیں ملے۔ مجھے

بچپن کا نظارہ

یاد ہے کہ کس طرح دار مسیح کا وہ حصہ جو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، نیچے بھی اور اوپر بھی مہمانوں سے بھرا ہوا ہوتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی جماعتی رہائش گاہ ہو۔ ایک وقت تک تو عورتوں کا سارا انتظام نچلے حصہ میں ہوتا تھا۔ بہت بڑے بڑے کمرے تھے جن میں شروع شروع میں تو اندھیرا ہوتا تھا۔ لیکن بعد میں بجلی کی وجہ سے اندھیرا دور ہو گیا تھا۔ تاہم وہ کمرے گرمیوں میں گرم نہیں ہوتے تھے۔ اور سردیوں میں جلسہ کے مہمانوں کی وجہ سے ٹھنڈے نہیں رہتے تھے۔

غرض جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے ٹھہرانے کی دوسری صورت یہ ہے کہ ربوہ کے دوست اپنے سارے خاندان کو ایک کمرے میں سمیٹ لیتے ہیں اور مکان کا باقی حصہ حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے مہمانوں کو دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہلِ ربوہ کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

جلسہ سالانہ کے مہمانوں کا ایک تیسرا گروہ ہے اور اس گروہ سے مراد وہ دوست ہیں جو اپنی بعض مجبوریوں مثلاً چھوٹے چھوٹے بچوں کی وجہ سے جماعتی رہائش گاہوں میں نہیں ٹھہر سکتے۔ ایسے دوستوں کو خواہ کوئی غسلخانہ ہی کیوں نہ علیحدہ مل جائے تب بھی وہ بڑے ممنون ہوتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے حالات انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ اکٹھے ٹھہریں۔ میرے خیال میں ایسے خاندانوں کی تعداد سینکڑوں تک جا پہنچی ہے۔ چنانچہ ایسے خاندانوں کے لئے جلسہ کے نظام نے آگے دو شکلیں اختیار کی ہیں۔ ایک تو نظامِ جلسہ کی طرف سے دوستوں کو خیمے لگا کر دیئے جاتے ہیں۔ اس سردی میں چھوٹے چھوٹے بچوں والے خاندانوں کے لئے

خیموں میں ٹھہرنا

بڑی ہمت کا کام ہے اور اس پیار کی دلیل ہے جو انہیں غلبۂ اسلام کی اس عظیم مہم کے ساتھ ہے جو حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے ذریعہ جاری کی گئی ہے۔ اور جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔

دوسری شکل یہ ہے کہ نظامِ جلسہ اور خلیفۂ وقت دوستوں سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے گھروں کا جہاں تک ممکن ہو کوئی حصہ خواہ وہ چھوٹا سا کمرہ ہی کیوں نہ ہو اپنی ضرورت سے بچا کر یا اپنے عزیزوں اور دوستوں کی ضرورت سے بچا کر نظامِ جلسہ کو دے دیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے امیر لوگ بھی جن کے ساتھ بچے ہوتے ہیں اس قسم کی رہائش گاہوں کو بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں۔ اور اُن میں پرالی بچھا کر آرام سے رہ لیتے ہیں۔ اور مرکزی نظام اور اہلِ ربوہ کے ممنون ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ایسے دوستوں کے لئے ہم یہ انتظام نہ کر سکیں تو مجھے اندیشہ ہے کہ اُن میں سے بعض دوست جن کی مجبوریاں واقعی اس قسم کی ہوتی ہیں کہ اگر یہاں ان کے لئے ہم علیحدہ انتظام نہ کر سکیں تو شاید انہیں مجبوراً اور دکھی دل کے ساتھ جلسہ کو چھوڑنا پڑے۔

چند دن ہوئے افسر صاحب جلسہ سالانہ نے جب مجھ سے یہ کہا کہ میں اہلِ ربوہ سے اپیل کروں کہ وہ اپنے اپنے مکانوں کا کوئی نہ کوئی کمرہ نظامِ جلسہ کو دیں تو ایک خیال میرے دل میں یہ پیدا ہوا اور جس سے مجھے گھبراہٹ بھی ہوئی اور پریشانی بھی اُٹھانی پڑی اور کچھ دکھ بھی اٹھانا پڑا کہ جماعت احمدیہ کے کچھ خاندان ایسے ہیں جن کی اہلِ ربوہ سے عزیزداری نہیں۔ اور جن کے ربوہ کے مکینوں سے دوستی نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ ربوہ کے مکین اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں کو ان پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور ان کے لئے کمرے خالی نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ بھی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان

بن کر جاتے ہیں۔ پس اس قسم کی کیفیت کا پیدا ہونا اور اس قسم کے حالات کا سامنے آنا ہمارے لئے پریشانی کا باعث بھی ہے اور دُکھ کا باعث بھی ہے۔ اس لئے میں دوستوں سے اپیل کروں گا اور انہیں بڑے زور سے یہ نصیحت کروں گا کہ اتنے بڑے شہر میں ایسے دوستوں کے لئے بھی رہائش کا کوئی نہ کوئی انتظام ضرور ہونا چاہیئے۔ جن کی ربوہ میں بظاہر کسی سے رشتہ داری نہیں ویسے تو روحانی لحاظ سے ہم سب احمدیت کی رشتہ داری میں منسلک ہیں۔

جہاں تک خیموں کا تعلق ہے یہ انتظام بھی ہونا چاہیئے۔ پہلے پہل تو ہم سب یہاں خیمے لگا کر ٹھہرتے رہے ہیں۔ میں نے خود جلسہ سالانہ کے دنوں میں خیمہ میں وقت گزارا ہے۔ کیونکہ اس وقت تک ربوہ میں ہمارے مکانوں میں کوئی جگہ ہی نہیں تھی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے اور اپنے خاندان کے لئے شروع میں جو کچے مکان بنوائے تھے وہ بھی کافی نہیں تھے۔ اپنے عزیزوں کے لئے بھی کافی نہیں تھے۔ لیکن اب تو وہ کیفیت نہیں رہی۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے ربوہ میں مکان پر مکان بنتا چلا جا رہا ہے۔ اور یہ اس برکت کا نتیجہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے لئے مقدر ہے۔ اور یہ اُن

بشارتوں کا ظہور ہے

جو ہمیں دی گئی ہیں۔ چنانچہ چند سال پہلے ہمارے نئے کالج (جو نیو کیمپس کہلانے لگ گیا ہے) کے پاس ایک محلہ ہے جو دار العلوم کہلاتا ہے وہاں اِکّا دُکّا مکان تھا۔ مگر چند دن ہوئے میں ایک شادی کی تقریب پر وہاں گیا تو وہ علاقہ مکانوں سے اتنا بھرا ہوا تھا کہ پہچانا ہی نہیں جاتا تھا۔ غرض اس

ایک نئے محلّہ میں کئی سو مکان بن چکے ہیں۔ اور یہی حال دوسرے محلّوں کا ہے۔ اس لئے اہلِ ربوہ سے میں یہ کہوں گا کہ کیا وہ چار پانچ سو کمرے (خواہ کتنے ہی چھوٹے کیوں نہ ہوں) اپنے ان بھائیوں اور اپنے ان عزیزوں کے لئے فارغ نہیں کریں گے۔ جو اُن کے ساتھ رُوحانی رشتہ میں منسلک ہیں جن کے ساتھ ظاہری طور پر یا دنیوی لحاظ سے نہ دوستی، عزیزداری یا رشتہ داری کا تعلق نہیں ہے۔ لیکن جماعتی طور پر وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ حضرت مہدیٔ معہود علیہ السلام کے عشق میں وہ بھی سردیوں کے دنوں میں اپنے بچوں کو اٹھائے چلے آتے ہیں۔ اہلِ ربوہ کو ان کا بھی اسی طرح خیال رکھنا چاہیئے جس طرح وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کا خیال رکھتے ہیں۔ گو اس میں کوئی شک نہیں کہ ربوہ کے دوستوں کے عزیز اور رشتہ دار بھی حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آتے ہیں۔ اُن کی بھی کوئی دنیوی غرض نہیں ہوتی۔ اہلِ ربوہ ان کے لئے اپنے مکانوں کے جو حصّے خالی کرتے ہیں۔ اس نیت اور اخلاص سے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو ثواب دے گا۔ تاہم اہلِ ربوہ جہاں اتنی قربانی کرتے ہیں وہاں اُن کو یہ بھی چاہیئے کہ وہ اس چھوٹے سے گروہ کو نظر انداز نہ کریں۔ اُن کے لئے بھی اپنے دلوں میں ایک تڑپ پیدا کریں۔ اور اُن کے ٹھہرنے کے لئے اپنے اپنے مکانوں کا کوئی نہ کوئی حصّہ خالی کر کے نظامِ جلسہ کو بروقت اطلاع کر دیں۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات کے سلسلہ میں

جو دوسری بات میں اس وقت کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ گذشتہ برس میں نے کہا تھا کہ اہلِ ربوہ مسکراتے چہروں کے ساتھ حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے مہمانوں کا استقبال کریں۔ مجھے خوشی تھی کہ اہلِ ربوہ نے مسکراتے چہروں کے ساتھ مہمانوں کا استقبال کیا۔ ہمارے دل بھی اللہ تعالیٰ کی حمد اور خوشی سے معمور ہوئے اور آنے والوں نے اسے خاص طور پر محسوس کیا تھا۔ اس لئے میں پھر یاد دہانی کرا دیتا ہوں ہمارے چہروں پر ہر وقت مسکراہٹیں کھیلتی رہنی چاہئیں۔ میں نے کئی بار احباب کو بتایا ہے کہ ہمارے چہروں پر مسکراہٹوں کی کوئی دُنیوی وجہ نہیں ہے اور نہ دُنیا ہماری مسکراہٹوں کو چھین سکتی ہے کیونکہ ہماری مسکراہٹوں اور

ہماری بشاشت کا منبع

اللہ تعالیٰ کی وہ بشارتیں ہیں جو جماعتِ احمدیہ کی ترقی اور اسلام کے غلبہ کے متعلق حضرت مہدی معہود علیہ السلام کو دی گئی ہیں۔ ہماری مسکراہٹوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کا وہ پیار ہے جس کا آئے دن ہم میں سے ہر شخص جو روحانیت رکھتا ہے اور اخلاص رکھتا ہے وہ اسے بجا طور پر مشاہدہ کرتا ہے۔ پس جس بشاشت اور جس مسرت اور جس مسکراہٹ کا سرچشمہ خدائے واحد و یگانہ کی ذات ہو، دُنیا کا کوئی منصوبہ یا دُنیا کا کوئی حربہ یا دُنیا کی کوئی دشمنی اسے چھین نہیں سکتی۔ اس لئے ہمارے چہروں کی یہ کیفیت تو انشاء اللہ قائم رہے گی۔ ہم پہلے بھی مسکراتے تھے لیکن خاص موقعوں پر ہم نے زیادہ بشاشت اور زیادہ مسرت کا اظہار کیا۔ جلسہ سالانہ بھی

ہماری تاریخ کا ایک اہم موقعہ

ہوتا ہے۔ ہر سال جلسہ سالانہ میں مہمانوں کی تعداد کا بڑھنا بتاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کو غلبۂ اسلام کے جس عظیم مقصد کے لئے کھڑا کیا گیا تھا وہ اس مقصد کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حاصل کرتی چلی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں پہلے سے زیادہ اس پر نازل ہو رہی ہیں۔

احباب جانتے ہیں [illegible] سال میں نے یہ تحریک کی تھی کہ بیرون پاکستان [illegible] کی احمدی جماعتوں کے دوست علاوہ انفرادی [illegible]یت کے نمائندہ حیثیت میں بھی

وفود کی شکل میں

جلسہ سالانہ میں شامل ہوں۔ چنانچہ بیرونِ ملک بسنے والے مخلصینِ احمدیت کا ردِّ عمل بڑا اچھا ہے بیرونِ ملک سے خطوط آ رہے ہیں کہ دوست تیار ہو رہے ہیں۔ وہ جلسہ سالانہ پر آئیں گے۔ اب ہمارے نومسلم احمدی دوست جو سوئٹزرلینڈ یا ڈنمارک کے رہنے والے ہیں یا دوسرے یورپین ممالک کے رہنے والے ہیں۔ یا افریقہ کے رہنے والے ہیں وہ جب پہلی بار یہاں آئیں گے تو وہ ان مسکراہٹوں اور بشاشتوں کو پہلی بار دیکھ رہے ہوں گے۔ اس لئے احبابِ جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کی خوشیوں میں اضافہ کریں۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ آپ کے چہرے پر ہر وقت مسکراہٹ کھیلتی رہے۔

علاوہ ازیں میں چوہدری بشیر احمد صاحب (کنوینر مجلسِ صحت) کے نظام کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ باہر سے آنے والوں کے استقبال اور اظہارِ مسرت کے طور پر

اَهْلًا وَّ سَهْلًا وَّ مَرْحَبًا

وغیرہ کے آٹھ نہایت ہی خوبصورت دروازے بنوائیں۔ آٹھ کیوں یہ میں جلسہ سالانہ پر بتاؤں گا۔

اس کے علاوہ بھی اس موقعہ پر ربوہ کو صاف ستھرا کر کے اس میں جھنڈیاں لگا کر اُسے دلہن کی طرح سجا دیں۔ کیونکہ یہ

ایک بہت بڑا انتظام

ہے۔ یہ ایک بہت بڑی اور عجیب انسٹی ٹیوشن ہے جو اللہ تعالیٰ کے بڑے فضلوں کا مظہر ہے۔ یہ ایسا بابرکت جلسہ ہے جس میں دُور و نزدیک سے احباب شامل ہو کر الٰہی برکتوں سے متمتع ہوتے ہیں۔ وہ والہانہ رنگ میں عشقِ الٰہی میں سرشار ہو کر اس جلسہ میں شامل ہوتے ہیں تاکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کریں اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو

اور بھی زیادہ پائیں۔ وہ یہاں پروانہ وار اکٹھے ہوتے ہیں۔ تا وہ اسلام کے حق میں بپا ہونے والے انقلابِ عظیم اور اس کے اثرات کا مشاہدہ کریں۔ اپنے بھائیوں سے ملیں۔ اور باہمی طور پر محبت و پیار کو بڑھائیں۔

پس بڑی برکتوں کے ساتھ یہ جلسہ آتا ہے۔ اور ہمارے لئے الٰہی برکتوں اور رحمتوں کا موجب بنتا ہے۔ تمام احمدی اس کی برکتوں سے متمتع ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ وہ جگہ ہے جہاں کے چپّہ چپّہ پر مکّہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے طفیل اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ سارا ربوہ ہی ایک لحاظ سے جلسہ سالانہ بنا ہوتا ہے۔ کسی حصّے میں مہمانوں کی رہائش کا انتظام ہو رہا ہوتا ہے۔ کہیں تقاریر اور کہیں نمازوں اور نمازِ تہجد کا انتظام کیا جا رہا ہوتا ہے۔ غرض عبادتِ الٰہی کے نقطۂ نگاہ سے ربوہ کا چپّہ چپّہ ایسا ہے جہاں ہمارے سر خدا کے حضور جھکے ہوتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا

اس حدیث کی رُو سے میں سمجھتا ہوں کہ ربوہ کی ساری زمین جلسہ کے دنوں میں عملاً مسجد بن جاتی ہے۔ پس میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اہلِ ربوہ کو جلسہ سالانہ کی اہمیت کو سمجھنے اور اس کی برکتوں سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے انصار اللہ کے اجتماع میں اپنی آخری تقریر میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی خصوصیات کے متعلق کچھ کہا تھا لیکن چونکہ اس وقت میرے ذہن میں دو مضمون تھے اور یہ مضمون دوسرے نمبر پر آیا تھا اسے میں قلّتِ وقت کی وجہ سے تفصیل سے بیان نہیں کر سکا تھا۔ میں نے ایک بات اُصولاً یہ بیان کی تھی کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فطری صلاحیتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے ایک کامل وجود تھے۔ یعنی انتہائی کمال جو کسی فطری صلاحیت میں متصوّر ہو سکتا ہے وہ آپ کی فطرت میں بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ اور وہ وسعت جو فطری صلاحیتوں اور استعدادوں میں سوچی جا سکتی ہے، وہ وسعت آپ کی فطری صلاحیتوں اور استعدادوں میں بدرجہ اکمل موجود تھی۔ اور انسان کی فطری صلاحیتوں میں جس قدر

رفعت اور بلندی اور عُلوِّ شان

کا امکان ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطری صلاحیتوں میں بدرجہ اَولیٰ موجود تھی۔ غرض آپ فطری صلاحیتوں کا ایک ایسا کامل اور اعلیٰ نمونہ تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ کوئی انسان نہ آپ کا ہمشکل ہے اور نہ ہم صفت ہے کیونکہ آپ انسانِ کامل ہیں۔ اگر انسان اس حقیقت کو سمجھ لے تو بہت سے غیر مسلموں نے بغیر سوچے سمجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر جو اعتراض کئے ہیں ہیں اُن کا جواب مل جاتا ہے۔ چنانچہ بعض دفعہ یہ اعتراض کیا جاتا رہا ہے کہ کیا خدا تعالیٰ دوسروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام تک پہنچنے سے روک کر ایک ظالم ہستی تو نہیں بن جاتا؟ نہیں! ہرگز نہیں اس لئے کہ دوسروں کو خدا تعالیٰ نے اُس معنی میں جس میں اعتراض کیا جاتا ہے روکا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے اگر اپنی کسی مصلحت کی بنا پر ایک وجود کو اکمل اور ارفع صلاحیتیں عطا کر دیں تو کسی دوسرے کو اعتراض کا حق اس لئے نہیں پہنچتا کہ خدا تعالیٰ پر کسی فردِ بشر کا کوئی حق ہی نہیں ہے۔ وہ تو خالق اور مالک ہے۔ اور خالق اور مالک پر کسی مخلوق کا حق واجب ہی نہیں ہوتا۔ پس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک پہلو

یہ ہے کہ آپ کا وجود اپنی فطری صلاحیتوں اور استعدادوں میں بے نظیر تھا۔ ایک دُوسرا پہلو بھی جو اسی سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسوۂ حسنہ ہمیں نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جتنی بھی اور جس قدر بلند شان اور عظمت والی استعدادیں اور صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں، آپ نے ساری عمر انتہائی کوشش اور عظیم مجاہدہ سے اُن صلاحیتوں

کی کامل نشوونما ہی کی اور پھر انسانی فطرت میں چونکہ یہ بات بھی ودیعت کی گئی ہے کہ اس کا قدم آگے سے آگے بڑھتا ہے۔ اس لئے آپ اپنی صلاحیتوں کو اس کمال تک لے گئے۔ جہاں کسی دوسرے انسان کی پہنچ نہیں ہے اس لئے اس نقطہ نگاہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ہمارے لئے اسوہ نہیں بنایا گیا مثلاً ہمدردی خلق ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کمال حاصل تھا اور آپ کی فطرت میں جس قدر ہمیں ہمدردی خلق نظر آتی ہے۔ اسی قدر اور اسی وسعت کے ساتھ اور اسی عظمت کے ساتھ

ہمدردی خلق کا جذبہ

کسی دوسرے انسان میں نہیں پایا جا سکتا۔ اگر کوئی شخص کوشش بھی کرے تب بھی وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہمت اور استعداد اور صلاحیت کا دینا اللہ تعالےٰ کے فضل پر منحصر ہے۔ انسان کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ جتنا لینا چاہے لے لے لیکن حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ہمارے لئے بنیادی طور پر اسوہ حسنہ ہیں اس لئے آپ نے جس طرح اپنی فطری صلاحیتوں اور استعدادوں کو کمال تک پہنچا دیا (اور اس بات میں آپ ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہیں) اسی طرح ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اس اسوہ کو دیکھ کر اپنے اپنے دائرہ استعداد میں اپنی صلاحیتوں کو نشوونما کے کمال تک پہنچائیں۔

جیسا کہ میں پہلے کئی بار بتا چکا ہوں اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو جسمانی۔ ذہنی اخلاقی اور روحانی قوتیں عطا فرمائی ہیں یعنی انسانی فطرت میں یہ چار قسم کی بنیادی صلاحیتیں اور استعدادیں ودیعت کی گئی ہیں۔ میرے اس مضمون کا جو حصہ رہ گیا تھا وہ اس بات سے تعلق رکھتا ہے کہ بنیادی طور پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اسوہ بن گئے۔ مگر جہاں تک صلاحیتوں اور استعدادوں کا تعلق ہے اس معنی میں کہ جس طرح آپ نے اپنی فطری صلاحیتوں اور

استعدادوں کی نشوونما

کو کمال تک پہنچایا تھا۔ اسی طرح ہمیں بھی چاہیئے کہ آپ کے نمونہ کے مطابق اور آپ کی زندگی اور عمل کی پیروی کرتے ہوئے اپنے اپنے دائرۂ استعداد میں اپنی صلاحیتوں کی نشوونما کو کمال تک پہنچا دیں

علاوہ ازیں میرے ذہن میں اس وقت جو مضمون تھا۔ اس میں آٹھ بنیادی روحانی صلاحیتوں کے بارہ میں کچھ کہنا تھا۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ جسمانی طاقت کی نشوونما ہو تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس قسم کی طاقت مراد ہے اور اس کا ذکر ہم اکثر کرتے ہیں اور ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس قسم کی طاقت مراد ہے جس قسم کی طاقت ایک پہلوان کی ہوتی ہے یا ایک باڈی گارڈ کی طاقت ہوتی ہے۔ جسے دیکھ کر راستے میں چلتے ہوئے لوگ ڈرتے ہیں یا ذہنی طور پر اس شخص کے متعلق کہہ سکتے ہیں جو بچوں کو بندر کا تماشہ دکھا رہا ہوتا ہے اس میں بندر کو سدھانے کی طاقت ہوتی ہے۔ ہم اس قسم کی بے شمار چیزوں کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن روحانی صلاحیتوں کا ذکر تو کرتے ہیں۔ لیکن ان کی تفصیل عام طور پر نہیں بتاتے اس لئے عام ذہن اس چیز کا تصور نہیں کر سکتا۔ کہ آخر کونسی روحانی بنیادی صلاحیتیں مراد ہیں جو اللہ تعالےٰ نے انسان کو دی ہیں۔ یوں تو بہت [illegible] لیکن میں نے ان میں سے [illegible] کا انتخاب کیا ہے۔

چنانچہ میرے نزدیک

پہلی روحانی قوت

جو انسان کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے وہ اپنے اپنے دائرۂ استعداد میں اپنے پیدا کرنے والے رب سے انتہائی پیار کرنے کی طاقت ہے۔ یہ گویا ایک روحانی قوت ہے اور انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے رب سے پیار کرے۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلتے ہوئے یہ کوشش کرے کہ اپنے دائرۂ استعداد میں اس روحانی صلاحیت کی نشوونما کو کمال تک پہنچائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ اپنے اشعار میں فرمایا ہے ؎

تو نے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

پس اللہ تعالےٰ کے لئے انسانی فطرت میں اور اس کی روحانی صلاحیت

میں محبت کرنے کی جو قوت ہے وہ

ایک زبردست بنیادی روحانی طاقت

ہے۔ اس لئے انسانی فطرت سے جہاں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں اور صلاحیتوں کی نشوونما کرے وہاں اللہ تعالےٰ نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ چونکہ اس نے انسان کو اپنے ساتھ محبت اور پیار کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اور اسے ایسی قوت اور طاقت دی ہے اس لئے اس کا فرض ہے کہ وہ اس قوت کی نشوونما کو کمال تک پہنچائے۔ اور جس حد تک ہو سکے اللہ تعالےٰ سے محبت کرے (جس حد تک سے میری مراد اپنے اپنے دائرہ استعداد کے مطابق انتہائی محبت کرنا ہے) چنانچہ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان کے دل میں اس محبت کا پیدا ہونا اور انسان کا اس قوت اور استعداد کا حامل ہونا بتاتا ہے کہ انسان کے دل میں اصل محبت وہی ہے۔ جو اسے اپنے پیدا کرنے والے رب کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے انسان کو ایک اور معنی میں ایک دوسرے سے محبت کرنے کی اجازت بھی دی فرمایا اپنے رشتہ داروں سے محبت کرو اپنے بیوی بچوں سے پیار کرو۔ بیویاں اپنے خاوندوں سے پیار کریں اور دراصل یہ خدا تعالےٰ کی اپنی محبت کے سائے ہیں جن کے نیچے وہ بنی نوع انسان کو رکھنا چاہتا ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کی تیز چمکتی ہوئی روشنی نہیں بلکہ ایک سایہ اور ظل ہے اس

بنیادی اور روشن ترین محبت

کا جو انسان کو اپنے پیدا کرنے والے رب کے ساتھ ہوتی ہے۔ دنیا میں انسان ایک دوسرے سے (رشتہ داروں، عزیزوں، دوستوں سے) باذن اللہ جو محبت کرتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی اصل روشنی کی نشاندہی کے مترادف ہے تاہم اللہ تعالےٰ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ خدا تعالےٰ کی محبت کے مقابلہ میں کسی اور کی محبت نہیں ٹھہر سکتی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی زبان سے یہ کہلوایا کہ انسان کے دل میں خدا سے محبت سے مراد یہ ہے کہ انسان کے دل میں اللہ تعالےٰ کی اس قدر عظمت بیٹھ جائے کہ دنیا کی ساری عظمتیں اس کے سامنے ہیچ ہو جائیں۔

اور خدا کی عظمت سے بڑھ کر اور کس کی عظمت ہو سکتی ہے اسی لئے اللہ تعالےٰ کا پیار پیدا کرنے کے لئے گو انسانی فطرت میں قوت تو موجود ہے لیکن جس طرح آنکھ میں قوت ہے دیکھنے کی تو اس کے لئے سورج کی ضرورت ہے۔ اگر سورج کی روشنی نہ ہو تو آنکھ باوجود بصارت کے دیکھ نہیں سکتی، اسی طرح انسان کے دل میں

اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے کی قوت

اور استعداد تو ہے۔ لیکن اس کے جلوہ گر ہونے کے لئے کچھ سامان ہونے چاہئیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں بار بار اپنے حسن و احسان کو انسان کے سامنے پیش کیا ہے اس طرح گویا اس کے دل میں اپنے لئے محبت اور پیار پیدا کرنے کے سامان پیدا کئے ہیں۔ کیونکہ حسن و احسان کی یہی دو صفات ہیں جن کے نتیجہ میں انسان کے دل میں محبت و پیار پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ حسن کے لحاظ سے بھی ہر حسن کا سرچشمہ ہے اور احسان کے لحاظ سے بھی دراصل اس کا احسان اس دنیا میں کارفرما ہے۔ باقی تو سارے اس کے ظل ہیں حقیقی احسان اس کا ہے۔ انسان انسان نے کسی پر کیا احسان کرنا ہے۔ یا کسی جانور نے انسان پر کیا احسان کرنا ہے۔ مثلاً گدھا ہے اس نے انسان پر کیا احسان کرنا ہے وہ تو صرف انسان کا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھا کر (اللہ تعالےٰ کے حکم سے کہ انسان کی خدمت کر) لے جاتا ہے۔ یہ کوئی احسان تو نہیں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ دیکھو جی گدھا انسان کا بڑا محسن ہے۔ جس عظیم ہستی نے گدھے کو پیدا کیا اس نے اس کی فطرت میں یہ بات رکھ دی کہ وہ انسان کی خدمت کرے۔

اصل احسان خدا کا ہے

جس نے کائنات کی ہر چیز کو ہماری خدمت پر لگا دیا ہے۔ یہ وہ احسان ہے جسے خدا نے قرآن کریم میں بار بار یاد دلایا ہے اور وضاحت سے بیان کیا ہے کہ تا انسان کو اپنے محسن حقیقی سے محبت اور پیار پیدا ہو۔

غرضیکہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو روحانی طور پر جو پہلی قوت عطا فرمائی ہے۔ وہ اپنے خالق و مالک سے خالص محبت کرنے کی قوت ہے اور یہ ایک بنیادی روحانی قوت ہے جس کی نشوونما ہر احمدی کو اپنے اپنے دائرہ استعداد میں کمال تک پہنچانی چاہیئے اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے بقیہ سات بنیادی روحانی قوتوں کا انشاء اللہ آئندہ خطبوں میں ذکر کروں گا وباللہ التوفیق؛

اُذکُرُوا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

حکیم منان محمد صاحب مرحوم مدراس

مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ مدراس کی طرف سے یہ افسوسناک اطلاع ملی ہے کہ جماعت احمدیہ مدراس کے ایک مخلص دوست مکرم حکیم منان محمد صاحب مورخہ ۲۵-۲۶ دسمبر کی درمیانی شب کو ایک مختصر سی علالت کے بعد وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حکیم صاحب مرحوم تاملناڈ کے رہنے والے اور مشائخ تھے۔ کئی سو ان کے مرید اور بہی خواہ تھے۔ وہ ایک نیک اور دعاگو بزرگ تھے۔ ان کا دواخانہ لایڈز روڈ بھی ہمارے اسلامک سنٹر سے قریب تھا۔ جب میں مدراس میں مبلغ تھا تو مرحوم حکیم صاحب سے میرا تعارف ہوا وہ اردو نہ جانتے تھے اور میں تامل نہ جانتا تھا۔ ایک ترجمان کے ذریعہ گفتگو ہوئی۔ ابتدائی ملاقات نے ایک دوسرے پر خوشگوار اثر کیا۔ مراسم بڑھتے رہے حکیم صاحب احمدیت کے لٹریچر کے مطالعہ کے علاوہ بالمشافہ گفتگو میں اکثر دیگر اسلامی مسائل کے بارہ میں دریافت کرتے رہے۔ جوابات حاصل کرکے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے جب میں ان کو بیعت کرنے کی تحریک کرتا تو فرماتے یعنی انشاء اللہ میں اپنے کئی سو مریدوں کے ساتھ بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں گا۔ میں ان سے بار بار کہتا کہ مکرم حکیم صاحب ہمارا تجربہ ہے کہ جب کوئی پیر احمدیت میں داخل ہوتا ہے تو اس کے نام نہاد مرید نفس کو یہ تسلی دے کر کنارہ کش ہو جاتے ہیں کہ ہمارا پیر گمراہ ہو چکا ہے۔ اسلئے جب آپ کا دل احمدیت پر مطمئن ہے۔ تو آپ بیعت کرنے میں سبقت کریں چنانچہ وہ دعائیں کرتے رہے۔ اور بالآخر ایک رؤیا کی بناء پر ۱۹۶۰ء میں وہ اور ان کے ایک غریب الطبع مرید جن کا نام بھی منان محمد صاحب ہے بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور تادم مرگ عہد بیعت کو اخلاص سے نبھایا۔ جماعت کے ہر کام میں حسب توفیق حصہ لیا مبلغین کا احترام اور عہدیداران جماعت سے تعاون ان کا طریق کار تھا۔ مگر افسوس ان کے مریدوں میں سے دوسروں کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق و سعادت نہ مل سکی خود ان کے اپنے عزیز ترین رشتہ دار احمدیت سے محروم رہے۔

مرحوم حکیم صاحب بڑی خوبیوں کے انسان تھے ان کی نیکی و تقویٰ کا اور ہمدردیٔ خلق کا غیر مسلموں پر بھی بہت اچھا اثر تھا۔ مرحوم علم دوست، تبلیغ کا جذبہ رکھنے والے اور دعاگو بزرگ تھے۔ میرے ساتھ مرحوم کے بہت ہی اخلاص و محبت کے تعلقات تھے۔ مدراس سے تبادلہ کے بعد بھی میرے اُن کے تعلقات قائم رہے۔

مرحوم حکیم صاحب کی دو بیویاں تھیں۔ مگر افسوس کہ حکیم صاحب کی کوئی اولاد نہیں اپنی ایک بھتیجی عائشہ بیگم کو ہی اپنا کر اپنی بیٹی کی طرح اس کی شادی کروائی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحوم حکیم صاحب کی مغفرت فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں ان کے مدارج بلند کرے۔ اور ان کے افراد خاندان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور جماعت مدراس کو ان کا نعم البدل عطا کرے اور ان کے مریدوں اور عزیزوں کو حکیم صاحب مرحوم کے نقش قدم پر چل کر احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

مرحوم حکیم صاحب کے بارہ میں مکرم مولوی محمد عمر صاحب اپنے مکتوب مورخہ ۲۶ / ۱۲ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"مرحوم حکیم صاحب کی وفات کی خبر پا کر خاکسار۔ محی الدین علی صاحب اور علی نوابین صاحب مرحوم کے مکان گئے۔ تھے جہاں سینکڑوں کی تعداد میں ان کے مرید۔ تھے وہاں کا ماحول اور حالات کو دیکھکر نعش ہمارے سپرد نہ ہوتی تھی۔ اور نہ ہی علیحدہ طور پر ہمیں نماز جنازہ پڑھنے دیتے تھے اور ہم دو احمدی لوگ اس بات پر نادم ہو گئے کہ قبرستان میں ہم احمدی نماز جنازہ پڑھیں لیکن شام کو ساڑھے تین بجے خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایسا پھیر دیا کہ انہوں نے ہمیں ان کی اپنی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے دی اور میرے پیچھے اکثر احمدیوں کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر احمدی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ تدفین عمل میں لانے کے بعد ان کے مریدوں کے اصرار پر قبرستان میں ہی ایک تعزیتی جلسہ ہوا۔ اُن کی خواہش پر مجھے صدر بنایا گیا۔ خاکسار نے اور محی الدین علی صاحب صدر جماعت مدراس نے اور ایک غیر احمدی ... نے تقریریں کیں اس طرح کسی قسم کی گڑبڑ کے بغیر اور مرحوم کی صدق دلی اور نیت کے مطابق تصرفات الٰہیہ کے ذریعہ سب کام تمام ہوئے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کی مغفرت فرماتے آمین۔"

اے قادیاں کے راہی میرا سلام لے جا!

پھر قادیاں میں ہونگے زخمی دلوں کے میلے
کچھ درد دل کا تو بھی لے زاد راہ لے لے
اس رنج آرزو میں ہم کب ہوئے اکیلے
ہر احمدی کے دل سے تھوڑا سا درد لے لے

اے قادیاں کے راہی میرا سلام لے جا

درویش تیری راہ میں آنکھیں بچھا رہے ہیں
جاں ہے ہتھیلیوں پر اور مسکرا رہے ہیں!
عزم و یقیں کی شمعیں دل میں جلا رہے ہیں
دیکھو تو پیشوائی کو کون آ رہے ہیں!

اے قادیاں کے راہی میرا سلام لے جا

کچھ گھر اداس ہونگے ان کو سلام کہنا
محمود باوفا کا اک اک پیام دینا
ایماں کی ریت یہ ہے دکھ درد ہنس کے سہنا
گر سہ سکے تو تو بھی فرقت کے رنج سہنا

اے قادیاں کے راہی میرا سلام لے جا

اقصیٰ سے گونج اٹھی تکبیر اللہ اکبر
سینے میں کفر کے اک شمشیر اللہ اکبر
ہرگز نہ ہونا بھائی دلگیر اللہ اکبر
یہ بھی ہے اک خدا کی تقدیر اللہ اکبر

اے قادیاں کے راہی میرا سلام لے جا

مردانہ وار تجھ پر جب ہم نثار ہونگے
جو زخم ہیں یگانگی سینے کے وار ہونگے
ہم کامیاب لیکن انجام کار ہونگے
اک سے ہزار ہونگے اک سے ہزار ہونگے

اے قادیاں کے راہی میرا سلام لے جا

برائے جلسہ سالانہ قادیان ــــ مرسلہ۔ مکرم پرو فیسر نفیس احمد خان صاحب ...

درخواستہائے دعا

(۱) مکرم غلام محمد صاحب انڈیال ضلع محبوب نگر کے چھوٹے لڑکے عزیز منور احمد کی صحت تا حال اسی طرح ہے علاج جاری ہے۔ عرصہ چھ ماہ ہوا، دماغ کی خرابی ہے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

(۲) زینب النساء صدیقہ صاحبہ ایم اے بی ایڈ کنک کی بھانجی خورشیدہ آرا کی شادی عزیزم ظفر الدین صاحب سے مورخہ ۱۸/۱۲ کو ہوئی ہے۔ اس خوشی میں انہوں نے اعانت بدر میں ... روپے ارسال کئے ہیں۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے تمام احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔

مینجر بدر قادیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

سپاس نامہ

بخدمت محترم حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب دام عزّہٗ

منجانب درویشانِ قادیان دار الامان !

فخرِ زیبِ قوم وملت قابلِ صد احترام حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب دامَ عِزّکُمْ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔

ہم سب درویشانِ قادیان اور ساکنین دیارِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی خدمت میں صمیمِ قلب سے پُرخلوص ومحبت ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے "داغِ ہجرت" سے ۲۶½ سال بعد آپ کو اس مبارک بستی اور مقاماتِ مقدسہ اور تخت گاہِ رسولؑ کی زیارت کا شرف عطا فرمایا ہے ۔

یہ وہ مبارک بستی ہے جسے جماعتِ احمدیہ کا دائمی مرکز اور تخت گاہِ رسولؑ ہونے کا شرف حاصل ہے ۔ اس میں سرورِ دو جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی فرزندِ جلیل جری اللہ فی حُلل الانبیاء سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے ، پروان چڑھے اور خدائی تقدیر کے ماتحت عظمتِ اسلام کی بنیادیں استوار کر کے اسی سرزمین میں ابدی نیند سو رہے ہیں ۔

آپ کو اس مبارک سفر میں جہاں اس مبارک بستی کے شعائر اللہ کی زیارت کا شرف حاصل ہُوا ہے وہاں اپنے آقا کے مزار مبارک پر حاضری دے کر دُعائیں کرنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی ہے ۔

محترم چودھری صاحب ! آپ اُن خوش بخت صحابۂ کرام میں سے ایک ہیں جنہیں حضور علیہ السلام کے یومِ وصال کے موقع پر لاہور میں حاضر ہونے اور اسی طرح حضور کا جنازہ اپنے کندھوں پر قادیان لانے کا شرف حاصل ہُوا ۔ اور پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف آپ نے حاصل کیا اور آپؓ کے الطافِ کریمانہ اور احساناتِ عظیمہ کا مورد بنتے رہے ۔ آپ کی کامیاب اور قابلِ صد رشک زندگی کو بنانے اور سنوارنے میں اس عظیم وبزرگ ہستی کی دعاؤں کا وافر حصہ ہے ۔

پھر خلافتِ ثانیہ کی ابتداء میں جب بعض نادانوں نے فتنہ برپا کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافتِ حقہ سے وابستہ رہنے کی توفیق اس شان سے عطا کی کہ ہزاروں میل دُور انگلستان میں بیٹھ کر آپ نے حق کو پہچانا ۔ اور پھر اطاعتِ خلافت کا وہ نمونہ دکھایا کہ ساری جماعت کے لئے قابلِ رشک ہے ، اور پھر قابلِ صد رشک آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وہ غیر معمولی سلوک ہے جو آپ کی زندگی کے ہر روز نہایت نمایاں طور پر دُنیا کے سامنے آتا رہا ۔ اور آپ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاص توجہ اور دُعاؤں سے ہمیشہ مستفیض ہوتے رہے ۔

حضرت چودھری صاحب ! آپ نے انگلستان میں اپنی تعلیم کے زمانہ میں اپنی جواں عمری میں زُہد وتقویٰ اور ایمان کا جو عظیم الشان نمونہ پیش کیا وہ نہ صرف آپ کی سعادت پر دال ہے بلکہ ہماری جماعت کے ہر فرد کے دِل میں آپ کے اس نمونہ کے باعث آپ کے لئے عزّت واحترام ہے ۔ آپ نے اسلام واحمدیت کا نام روشن کیا ۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے وافر حصہ پایا ۔ آپ کا اعلیٰ کردار ہماری جماعت کے تمام نوجوانوں کے لئے ایک مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی قابلِ رشک ہیں آپ کے محترم والدین جنہوں نے اتنی اعلیٰ پایہ کی تربیت آپ کو دی اور جن کی گود میں آپ نے ان نمایاں نیک کردار کے اسباق پڑھے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے محترم والدین مرحومین کو اپنے قُرب میں اعلیٰ مقام بخشے آمین ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس دنیوی وجاہت وعظمت سے نوازا ہے ، یہ بھی بجائے خود جماعت کے لئے ایک قابلِ فخر چیز ہے ، لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ اتنے بلند مقام پر پہنچ کر بھی آپ نے نیکی اور تقویٰ کے مقامِ اعلیٰ پر قائم رہ کر اسلام واحمدیت کا امن بخش پیغام اپنے ہر زمانہ کے ماحول کو پہنچایا تو ہمارے قلوب آپ کے لئے دُعاؤں سے معمور ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اسی نیک نمونہ کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے ۔

آپ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے جو گراں قدر خدمات سرانجام دیں اُن میں سے وقت کی رعایت سے صرف بعض کا ذکر ہی تحدیثِ نعمت اور اعترافِ حقیقت کے لئے کیا جاتا ہے :-

(الف) ویمبلے کانفرنس لنڈن کے تاریخی موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان مضمون AHMADIYYAT OR THE TRUE ISLAM (احمدیت یعنی حقیقی اسلام) پڑھ کر سنانے کا شرف آپ ہی کو حاصل ہُوا ۔

(ب) خلافتِ ثانیہ کی سلور جوبلی کے وقت اس یادگار تاریخی جشن کے تمام انتظامات کی کمیٹی کا صدر بننے کا شرف آپ کو حاصل ہُوا ۔ اور آپ ہی کی تحریک پر اولو العزم خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں تین لاکھ روپیہ نذرانہ پیش کرنے کی تجویز پاس ہو کر رُو بہ عمل آئی جس میں سے کہ ایک لاکھ روپیہ آپ نے فراہم فرمایا ۔

(ج) ۱۹۵۳ء میں جہلم پیر کے ریل حادثہ کے وقت جو رات کی گہری تاریکیوں میں اچانک پیش آیا تھا ، اس پُوری ٹرین میں اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور نماز میں استادہ تھا تو وہ آپ ہی تھے اور آپ کے نام کے ساتھ ہی احمدیت کا نام بھی روشن ہُوا تھا ۔

(د) ۱۹۵۶ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دورۂ یورپ کے موقع پر حضورؓ کے قُرب اور رفاقت کی سعادت بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ۔

(ھ) یو ۔ این ۔ او میں عین اجلاسات کے دنیاوی ہنگاموں کے درمیان اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہونے کے لئے الگ کمرہ میں چلا جاتا تھا تو وہ آپ ہی تھے ۔ اور کون احمدی ہے جسے اس بات پر رشک اور پیار نہ آئے ۔

(و) یو ۔ این ۔ او کے صدر کی حیثیت سے یو ۔ این ۔ او کی تاریخ میں اگر آج تک کسی شخص نے قرآنِ پاک کی آیات تلاوت کر کے اجلاس کی کارروائی شروع کروائی تو وہ آپ ہی تھے ۔ کتنی خوش قسمت تھی وہ ماں جس نے اپنے بیٹے کی تربیت اس رنگ میں کی کہ اس سعادت مند بیٹے نے ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی عظمتیں بیان کیں ۔ اور قرآنِ پاک جیسے عظیم الشان صحیفۂ آسمانی کو ترجمان بنایا ۔

(ز) اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے بے انتہا فضلوں اور عظمتوں سے یوں نوازا کہ آپ بین الاقوامی عدالتِ انصاف کے جج کی حیثیت سے اپنے علم فضل اور قانون دانی کا سکہ عظماء کے دِلوں پر بٹھاتے رہے ۔ اور پھر الٰہی بشارتوں کے مطابق اسی دنیا کی سب سے بڑی عدالت کے چیف جسٹس بھی مقرر ہوئے ۔ اور وہاں اپنی اسلامی سادگی ۔ رواداری اور تقویٰ شعاری کے نہ مٹنے والے نیک اثرات بے شمار قلوب پر چھوڑے ۔

(ح) خلافتِ ثالثہ کے بابرکت دَور میں آپ نے "فضلِ عمر فاؤنڈیشن" کے چیئرمین کی حیثیت سے بہت نمایاں خدمات ادا کیں اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی دُعاؤں سے حصہ پایا ۔

(ط) ... اشاعتِ اسلام کے لئے مالی قربانیوں کا تعلق ہے دربارِ خلافت سے جاری ہونے والی ہر تحریک پر نمایاں رنگ میں لبیک کہنے والوں میں آپ کا اسم گرامی ہمیشہ سرِ فہرست رہا ہے ۔ اور آپ ہمیشہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں شامل ہونے کا شرف پاتے رہے ہیں ۔

(ی) انگلستان میں آپ کی طرف سے احمدیہ مسلم مشن لنڈن کی موجودہ عمارت اور محمود ہال کی وسیع بلڈنگ کی تعمیر کے علاوہ آپ کا قائم کردہ ٹرسٹ بھی ایک تاریخی یادگار ہے ۔ جسے آپ نے خدمتِ خلق کے لئے قائم فرمایا ہے ۔ اس مادی زمانہ میں جب کہ دُنیا کے لوگ دُنیا داری کی طرف مائل ہیں آپ کا اتنی عظیم قربانی کرنا اس بات کا علی ثبوت ہے کہ آپ نے حق الیقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر قدم مارنے کی توفیق پائی ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ چالیس مخلصین کی وہ جماعت جس کی آرزو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی تھی اُن میں سے ایک آپ ہیں جزاکم اللہ احسن الجزاء ۔

(ک) آپ ایک عرصہ تک لاہور کی احمدیہ جماعت کے امیر کی حیثیت سے اس جماعت کی تربیت فرماتے رہے۔ اور حق یہ ہے کہ آپ ہی نے اس جماعت کو خلوص و تقویٰ اور قربانی کے اعلیٰ مقام پر پہنچایا۔ اور اب آپ کو جماعت ہائے احمدیہ انگلستان میں مختلف خدماتِ جلیلہ بجالانے کی توفیق مل رہی ہے۔ بَارَکَ اللّٰہُ۔

(ل) آپ کو تیئیس ۲۳ سال کی عمر میں قانون کی ڈگری حاصل کرنے کے معًا بعد ایک ایسی عظیم خدمتِ جماعت کی بجالانے کی توفیق حاصل ہوئی جو آپ کے لئے سرمایۂ فخر ہے۔ جبکہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو پٹنہ ہائی کورٹ میں ایک نہایت اہم مقدمہ میں جماعت کی طرف سے پیش ہونے کی سعادت بخشی۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ آپ کسی ہائی کورٹ میں حاضر ہوئے۔ اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ علم و فضل سے ہائی کورٹ سے یہ فیصلہ لے لیا کہ احمدی خدا کے فضل سے مسلمان ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(م) آپ نے تالیف و تصنیف اور تراجم کے میدان میں بھی جماعت کی اعلیٰ خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔ چنانچہ تحفہ پرنس آف ویلز کا انگریزی ترجمہ۔ قرآنِ پاک کا انگریزی ترجمہ۔ تفسیرِ صغیر کا انگریزی ترجمہ اور "حضرت فضلِ عمر" کی تصنیف کے علاوہ آپ نے "میری والدہ" کتاب لکھ کر اپنی قابلِ احترام والدہ کا حق بھی یوں ادا فرمایا کہ اس میں جماعت کی خواتین کے لئے بہت سے تربیت کے اسباق مہیا فرمائے۔

(ن) آپ نے اپنے عہدہ ہائے جلیلہ کے ساتھ دُنیا کے بڑے بڑے مُلکوں اور اعلیٰ ترین مجالس میں اسلام اور قرآنِ پاک کے محاسن پیش کرنے کی توفیق پائی۔ اور دُنیا کے اکابر کو تبلیغِ اسلام کے خصوصی مواقع پائے فالحمد للہ تعالیٰ۔

حضرت چودھری صاحب! آپ کے محاسن و شمائل کا تذکرہ تو سینکڑوں صفحات کا متقاضی ہے یہ تو صرف مُشتے نمونہ از خروارے کے طور پر عرض کیا گیا ہے۔ اس اعتراف کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نیکی کے ہر میدان میں نمایاں قربانی کی توفیق مرحمت فرمائی اور پھر اپنی ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا۔ اور آپ نے قوم و ملت کی خدمت اس رنگ میں انجام دی کہ رہتی دُنیا تک آپ کا نام تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

ہم تمام افرادِ جماعت آپ کی ان ہمہ جہتی خدمات کو عزت اور رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور آپ کے حق میں دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور آئندہ اپنے مزید فضلوں اور انعامات کا وارث بنائے۔ آمین۔

ہم درویشانِ قادیان جنہیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اپنے پیارے آقا سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک آواز پر لبیک کہہ کر یہاں ٹھہرنے اور ان مقدس مقامات کی خدمت بجالانے کی سعادت نصیب ہوئی، ہم اس سعادت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہیں الحمد للہ کہ ہم کمزور افراد کو "داغِ ہجرت" کے بعد متواتر ۲۶½ سال سے اس مبارک بستی میں سلسلہ عالیہ کی خدمت بجالانے کی توفیق مل رہی ہے۔ ہم بے شک کمزور تھے۔ اور ساتھ ہی ناتجربہ کار اور نااہل تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوریوں اور نااہلیوں پر چشم پوشی فرما کر ہمیں اس تاریخی سعادت کا موقع بخشا۔ اور ساتھ ہی یہ توفیق ارزانی فرمائی کہ ہم سے احمدیت کے دائمی مرکز کو منظم کرنے اور اسے فعّال بنانے کا کام لیا۔

لیکن اس سعادتِ عظمیٰ کے ساتھ جو مہجوری ہمارے حصہ میں آئی اس کی لذّت بھی کچھ ہم ہی جانتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ہم تمام درویشانِ قادیان نے اپنی خوشی سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے تمام رشتہ داروں اور عزیزوں سے جُدائی اختیار کی تھی۔ اور اس جدائی کو بہ طیبِ خاطر برداشت بھی کیا لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں اپنے دل و جان سے پیارے امام سے جدائی کے جو تلخ ترین جُرعات پینے پڑے ان کی تلخ کامی کو ہم کن الفاظ میں بیان کریں۔ ہمارے پیارے امام کی خدمت میں ہمارا محبت اور احترام بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کر کے ہماری طرف سے یہ عرض کریں کہ ہماری کمزوریوں اور خطاؤں پر چشم پوشی اور درگذر فرماتے ہوئے ہمارے لئے دُعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہمیں آخر دم تک مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ اور نہ صرف ہمیں بلکہ ہماری آئندہ نسل کو بھی نیک صالح اور خادم دین بنائے تاکہ وہ بھی جماعت کی اہم ذمہ داریوں کو صحیح رنگ میں محسوس کر کے سرانجام دے سکیں۔

محترم المقام! ہمارے پیارے آقا اور جماعت نے ہمارے سپرد جو فرائض فرمائے تھے۔ وہ ہماری طاقت اور حیثیت سے بہت بڑھ کر تھے۔ مرکز کی آبادی۔ شعائر اللہ کی خدمت۔ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی تنظیم اور اس وسیع تر ملک میں تبلیغی نظام کا قیام۔ یہ سارے کام اپنی اپنی جگہ بہت اہم تھے اور اُن کا تقاضا تھا کہ یہاں بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور تجربہ کار لوگ ہوتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم کمزوروں اور نااہلوں کو محض اپنے فضل اور رحمت سے نامساعد حالات اور محدود ذرائع کے باوجود ایک حد تک خدمتِ سلسلہ کی سعادت بخشی۔ اس وقت ملک کے مختلف علاقوں میں زاید از دو درجن مبلغین اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف ہیں۔ اور اُردو، ہندی، انگریزی، پنجابی وغیرہ زبانوں میں لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر یہاں سے شائع ہو کر ملک کے طول و عرض میں پہنچتا ہے۔ تفسیرِ صغیر کا ایک نیا ایڈیشن حال ہی میں طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے اور ہندی ترجمۃ القرآن کا نیا ایڈیشن تیار ہو رہا ہے۔ یہاں سے ایک ہفتہ وار اخبار بھی ۲۲ سال سے جاری ہے۔ جو مرکز کی آواز ہندوستان اور بیرونجات میں پہنچاتا ہے۔

مرکز سے ہندوستان کی احمدیہ جماعتوں کے ساتھ اخبار بدر کے ذریعہ رابطہ کے علاوہ ناظر صاحبان اور مبلغین کرام دَورے کرتے رہتے ہیں۔ اور خط و کتابت کے ذریعہ بھی رابطہ قائم رہتا ہے۔ اور ہماری تینوں انجمنوں (صدر انجمن احمدیہ۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ۔ وقفِ جدید انجمن احمدیہ) کے انسپکٹران مالی دَورے بھی کرتے رہتے ہیں۔ تقسیمِ ملک کے وقت جبکہ مرکز میں چندہ جات کی آمد قریبًا منقطع ہو چکی تھی۔ اور شروع میں چند ہزار سے زیادہ چندہ نہیں آتا تھا۔ اب خدا کے خاص فضل و کرم سے ہمارا بجٹ لاکھوں تک پہنچ چکا ہے۔

سلسلہ کی تبلیغی ضروریات کو پُورا کرنے کے لئے مدرسہ احمدیہ (جو یادگار حضرت مسیح موعودؑ ہے) خدا کے فضل سے جاری ہے۔ جس میں سے اب تک کئی درجن نوجوان مولوی فاضل تک تعلیم پا کر سلسلہ کی خدمت پر مامُور ہو چکے ہیں۔ اس دینی درسگاہ کے علاوہ ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے دو ہائی سکول چل رہے ہیں۔ جن میں احمدی بچوں کے علاوہ غیر مسلم بچے بھی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور ان سکولوں کے تمام اخراجات صدر انجمن احمدیہ قادیان برداشت کر رہی ہے۔ اور تقسیمِ ملک کے بعد ہر دو سکولوں کی عمارتوں کے گر جانے کی وجہ سے نئے سرے سے ہر دو عمارتوں کا ... حصہ چند مخلصینِ جماعت کے عطایا سے تعمیر کروایا جا چکا ہے۔ اور کچھ حصہ قابلِ تکمیل ہے۔

مقامی اور مضافات کے غیر مسلم دوستوں کے ساتھ جماعت کے تعلقات خدا کے فضل سے بہت اچھے ہیں۔ اور ہماری جماعت، اسلامی اصول کی پابندی کرتے ہوئے تمام مذاہب والوں کے ساتھ بہت عمدہ ہمسائیگی کے مراسم رکھتی ہے۔ ہم ان کے اور وہ ہمارے تہواروں اور خوشی اور غم کے مواقع پر شریک ہوتے رہتے ہیں۔

اے ہمارے معزز ترین مہمان اور قابلِ فخر بھائی! آپ نے موجودہ محلہ احمدیہ کو دیکھ لیا ہے۔ آپ نے مقدس مقامات۔ منارۃ المسیح۔ مسجد اقصٰے۔ مسجد مبارک۔ دار المسیح اور بہشتی مقبرہ کی زیارت کے علاوہ قصرِ خلافت۔ دفاتر صدر انجمن احمدیہ اور مدارس کو بھی ملاحظہ فرما لیا ہے۔ ہم آپ کی خدمت میں پھر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور یہ درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں ان تمام مقدس مقامات کی کیفیت عرض کر دیں اور حضور انور کی خدمت میں ـــــ ہاں بارگاہِ خلافت میں ہم مہجورین کی یہ درخواست پہنچا دیں کہ للہ ہم تمام غلاموں کو اپنی دُعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔

ہم آپ کی خدمت میں قادیان میں تشریف آوری پر دوبارہ خوش آمدید کہتے ہوئے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور آپ سے بھی دُعا کی درخواست کرتے ہیں اور آپ کے قیمتی نصائح سُننے کے مشتاق ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کا نافع الناس اور مبارک وجود تا دیر ہم میں سلامت رکھے۔ آمین۔

ہم ہیں درویشان و ساکنینِ قادیان

بہ قیادت حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب امیرِ مقامی و ناظرِ اعلیٰ قادیان۔

مورخہ ۲ جنوری ۱۹۷۴ء

تصحیح

(۱) بدر مجریہ ۲۷ ۱۲/۱۲ کے صفحہ ۱ کالم ۳، ۴ میں جلسہ سالانہ میں موصیان کے تابوتوں کی تدفین کے تحت نمبر ۳ میں "مکرم اسرار محمد صاحب ولد مکرم حاجی محمد عبدالواحد صاحب راٹھ ضلع ہمیر پور یوپی" کی بجائے مکرم اسرار محمد صاحب ولد حاجی محمد عبداللہ شائع ہوا ہے گویا کہ ولدیت غلط شائع ہوئی ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

(۲) بدر مجریہ یکم نومبر ۷۳ء صفحہ ۱ کالم نمبر ۳، ۴ درخواست ہائے دُعا میں محترمہ اہلیہ اسرار محمد صاحب احمدی مرحوم کی بجائے محترمہ اہلیہ محمد اکرام صاحب احمدی راٹھ شائع ہو گیا ہے۔ احباب اس کی بھی تصحیح فرمالیں۔

(ایڈیٹر)

قادیان میں ایک ایمان افروز مجلس استقبالیہ

ملائیشیا اور انڈونیشیا کے دو احمدی بھائیوں کی طرف سے قبول احمدیت کی روح پرور تفصیل

ربوہ اور قادیان کے دینی ماحول کے تاثرات کا بیان!!

قادیان ۵ر جنوری گزشتہ رات بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ایک ایمان افروز مجلس استقبالیہ منعقد ہوئی جس میں ملائیشیا اور انڈونیشیا سے آئے ہوئے دو احمدی بھائیوں کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا گیا۔ جس کے جواب میں ہر دو بھائیوں نے اپنے قبول احمدیت کے روح پرور واقعات بیان کئے یہ دونوں دوست سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خصوصی تحریک پر ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شریک ہوئے۔ اور انہیں اپنے ملک کے احمدیوں کی طرف سے نمائندگی کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ واپسی پر وہ دو روز کے لئے قادیان میں مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے بھی تشریف لائے۔

ایڈریس

محترم جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر جائیداد نے انگریزی میں ایڈریس پیش کرتے ہوئے۔ معزز مہمانان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پر خلوص خوش آمدید کہا۔ انہیں قادیان میں اوّلین بار تشریف آوری پر مبارکباد پیش کی اور بتایا کہ قادیان دنیوی لحاظ سے کسی طرح اہم نہیں۔ لیکن احمدیت کی وجہ سے اسے بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے۔ جو کہ دن بدن ترقی پذیر ہے قادیان ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جو پنجاب میں بھی غیر معروف تھا اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پون صدی پہلے فرمایا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اور آج سے بانوے سال پہلے فرمایا " یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کہ دور دراز علاقوں سے تجھے مدد پہنچے گی اور جن راستوں سے لوگ آئیں گے اس میں کثرتِ استعمال سے گڑھے پڑ جائیں گے۔ اس وقت کے حالات کے مدنظر اس قسم کا تصور بھی ناممکن تھا لیکن دور کے علاقوں کے ہر زائر کی آمد سے یہ پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں اور لاکھوں انسان روحانی برکات کے حصول کے لئے کھچے آ رہے ہیں دونوں محترم معزز مہمانوں کی آمد سے پھر یہ پیشگوئیاں پوری ہوتی ہیں۔

اے محترم زائرین! آپ خوش قسمت ہیں کہ قبول احمدیت، زیارت ربوہ اور قادیان اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی ملاقات اور قادیان کے مقامات مقدسہ میں دعاؤں کی توفیق پائی۔

تقسیم ملک سے قبل قادیان ترقی پذیر تھا اور اسکی نوے فی صد آبادی احمدی افراد پر مشتمل تھی یہاں بہت آراستہ پیراستہ ڈگری کالج تھا ایک سائنس کی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ دو ہائی اسکول ایک بی ٹی کالج اور دوسری متعدد عمارتیں انجمن کی

لیکن "داغ ہجرت" کی پیشگوئی کے مطابق غیر معمولی حالات کے باعث آبادی کے اکثر حصہ کو یہاں سے ہجرت کرنا پڑی اور صرف ۳۱۳ افراد خدمت مقامات مقدسہ کے لئے یہاں ٹھہر گئے ان ٹھہرنے والوں کو تکالیف برداشت کرنی پڑیں لیکن اس پیشگوئی کے بقیہ حصہ کے مطابق ہمیں یقین ہے کہ یہ صورت حال عارضی ہے۔ ان مشکلات نے ہمارے لئے ترقی اور خوشحالی کے کئی راستے کھول دیئے ہیں حال ہی میں آپ نے جلسہ سالانہ ربوہ اور گزشتہ سال میں ہوئی ترقی کا نظارہ کیا ہے بالآخر میں ایک بار پھر آپ کو مبارکباد کہتا ہوں اور ہماری دعا ہے کہ آپ کو بہترین روحانی برکت حاصل ہو۔ اور آپ ہمیشہ رضائے الٰہی کی راہوں پر چلنے کی توفیق پائیں۔ آمین

ایڈریس کا جواب

الحاج محمد دنشل مولا یوسف آف ملائیشیا نے اپنی جماعت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہوئے بیان کیا کہ مجھے یہ توقع نہیں تھی کہ اس طرح ہمیں خوش آمدید کہا جائے گا۔ اپنے حالات کے ضمن میں آپ نے بتایا کہ ۱۹۲۹ء میں میں ملیباٹن میں پیدا ہوا ۱۹۴۹ میں جبکہ میں ابھی مدرسہ میں طالب علم تھا۔ کہ مجھے احمدیت کے بارے میں دینی کتب کے مطالعہ کا موقعہ ملا ان میں حضرت ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی کتاب Ahmadiyya Movement in Islam. بھی شامل تھی بعد میں بطور آباد کار ملیشیا کی ایک ریاست سبا میں چلا آیا اور محکمہ جنگلات میں سرکاری ملازمت اختیار کر لی اور میرا رابطہ وہاں کے مبلغ مکرم مولوی محمد سعید صاحب انصاری سے ہو گیا اور آپ مجھے تبلیغ کرتے رہے میں نے یہ حدیث پڑھی تھی کہ مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً الْجَاھِلِیَّۃِ کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کی شناخت سے محروم رہتا ہے تو گویا وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ اس کی تشریح مولانا انصاری صاحب سے معلوم ہوئی اور میں نے ۱۹۵۶ء میں بیعت کر لی۔

بیعت کے بعد دس سال تک مجھے اقارب اور علماء نے مبتلائے آلام و مصائب بنائے رکھا ابتداء میں تو میرے خسر صاحب نے مجھے گھر سے نکال دیا اور میں مولانا صاحب کے پاس مسجد میں ایک ہفتہ بھر تک رہا۔ اور پھر الگ ایک چھوٹا سا کمرہ حاصل کر کے ایک ماہ وہاں مقیم رہا۔ بیوی کی وفاداری کے باعث مجھے اس کی طرف سے کھانا پہنچ جاتا تھا۔ اس عرصہ کے بعد میرے سسرال میں جوش و خروش کم ہوا اور میں از خود سسرال کے ہاں چلا گیا۔ اور خسر صاحب نے مجھے روکا نہیں لیکن میری بیوی کے چچا جو سرکاری طور پر ایک ضلع کے امام مقرر تھے۔ ان کی مخالفت کے زیر اثر میری بیوی نے پہلے تو احمدیت قبول نہ کی۔ لیکن میں تبلیغ میں مصروف رہا اللہ تعالےٰ کا فضل ہوا کہ دس سال بعد اس نے بھی قبول حق کی توفیق پائی۔ احباب دعا فرمائیں کہ آئندہ سال ان کو ربوہ اور قادیان کی زیارت کرانے کی توفیق پاؤں

حدیث شریف ہے کہ المومن یریٰ و یُریٰ لہ۔ کہ مومن کو خود خواب آتی ہے اور بعض دفعہ اس کے متعلق کسی دوسرے کو خواب دکھائی جاتی ہے۔ میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ ایک مکان کی چھت منور ہے اور ایک پر نور رسہ اوپر کی طرف جاتا ہے اور اذان ہو رہی ہے اسپر میں نے خواب میں ہی اٹھ کر وضو کیا یہ خواب قریباً بیداری کی حالت میں میں نے دیکھی تھی بیدار ہو کر دیکھا کہ اس وقت رات کے ایک بجے کا وقت تھا۔ ایک بوڑھی عورت نے خواب میں دیکھا کہ پورا چاند چڑھا ہوا ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شکل نظر آتی ہے۔ اور حضور کی آنکھیں اشکبار ہیں۔ میں نے اس خاتون کو حضورؑ کی تصویر دکھائی۔ تو معلوم ہوا حضور کو اس نے دیکھا تھا میں نے اس کو بتایا کہ حضورؑ کو آپ لوگوں نے قبول نہیں کیا اس لئے یہ بتایا گیا ہے کہ حضور اس صورت حالات پر اشکبار ہیں۔

میں سے اس ریاست کے تمام احمدیوں کا جو دو صد کی تعداد میں ہیں صدر ہوں میں سنداکن شہر میں قیام رکھتا ہوں جس میں بیس احباب احمدی ہیں ملیشیا کی زبان ملائی ہے اور دوسری زبان انگریزی ہے مرکز ربوہ سے انگریزی میں ہدایات موصول ہوتی ہیں اور میں جماعت کی تربیت وغیرہ کا کام بھی جو مبلغ وغیرہ کا کام ہوتا ہے۔ تین سال سے مبلغ نہ ہونے کی وجہ سے انجام دیتا ہوں۔ براہ راست میری تبلیغ سے اس عرصہ میں تین افراد نے قبول حق کیا ہے پہلے میں احباب کو مبلغ کے پاس لاتا تھا اور ان میں سے کئی ایک نے احمدیت قبول کی تھی۔

قبول احمدیت سے بفضلہ تعالےٰ مجھے سب سے روحانی فائدہ ہوا علاوہ ازیں مجھے غیر معمولی دنیوی ترقی بھی ہوئی میں احمدیت قبول کرنے سے پہلے معمولی حیثیت کا فارسٹ گارڈ تھا اور ہندوستانی سکہ میں صرف تین سو روپیہ تنخواہ پاتا تھا مجھے خواب و خیال بھی نہ تھا کہ کسی بڑے عہدہ پر تعین ہو سکوں گا نہ میرا کوئی ظاہری ذریعہ تھا بلکہ ناجائز علماء عوام اور افسران کی طرف سے میری احمدیت کی وجہ سے شدید مخالفت ہوتی تھی اللہ تعالےٰ نے ایسا فضل و رحم فرمایا کہ مجھے از خود سرکار کی طرف سے ہالینڈ میں اعلیٰ ٹریننگ کے لئے بھجوایا گیا اور اب بحمد اللہ میری تنخواہ ہندوستانی سکہ کے مطابق چھ ہزار روپے ماہوار کے قریب ہے اور میری عمر ۴۵ سال کے قریب ہے مدتوں مجھے لوگوں سے خطرہ رہا لیکن اب لوگ میرے عہدہ کی وجہ سے استفادہ کے لئے مجبوراً میرے پاس آتے ہیں۔

میں نے حج بھی کیا ہے چالیس دن مکہ شریف میں قیام رہا اور بھی بہت سے ممالک دیکھے ہیں۔ میں اپنا یہ تاثر بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مجھے ربوہ اور قادیان میں جو محبت اور اخوت کے نظارے ملے ہیں وہ عدیم المثال اور ناقابل فراموش ہیں

دوسرے ممبر انڈونیشیا کے معزز مہمان

محترم رستم ہمدان صاحب نے اپنی زبان میں ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب جانتے ہیں کہ انڈونیشیا سے مولوی عبدالواحد صاحب اور مولوی ابوبکر صاحب دینی تعلیم پانے کے لئے آئے تھے بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مولوی رحمت علی صاحب رضؓ کو انڈونیشیا

(باقی دیکھیں ص ۱ کالم نمبر ۴ پر)

جلسہ سالانہ قادیان سے واپسی پر ایک یادگاری سفر

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

ذیل کے مختصر مضمون میں جلسہ سالانہ قادیان سے واپسی کے سفر کے دوران بعض احباب جماعت کو دہلی میں جس قسم کی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اس کا ذکر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان احباب نے اور اسی طرح دوسرے احمدی دوستوں نے جلسہ سالانہ پر دور دراز کا سفر کر کے آتے ہیں انہیں اسی طرح کی مختلف النوع سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے لیکن ان سب تکالیف اور صعوبتوں کے جھیلتے ہوئے ایسے مخلصین کے دلوں میں ہمیشہ ہی اپنے محبوب آقا کے یہ ایمان افروز کلمات متحضر رہتے ہیں جس میں حضور نے اس للّٰہی جلسہ کے آغاز میں احباب کو فرمایا :-

لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے۔ ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لائیں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصین کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے۔ اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

اس لئے ذیل کی رپورٹ کو احباب کی طرف سے اسی جذبہ سے پُر رہتے ہوئے اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھانے کی صورت میں پڑھا جانا چاہیئے۔ (ایڈیٹر)

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۳ء کے مقدس و مبارک ایام سے فیض یاب ہونے اور چند دن مقامات مقدسہ میں عبادات ریاضت اور دعاؤں سے معمور روح پرور ماحول سے متمتع ہونے کے بعد احباب کرام مورخہ ۲۸ر دسمبر سے ہی اپنے اپنے مقاموں کی طرف روانہ ہونے لگے ان کے قلوب ایک عجیب اور روح پرور کیفیت سے بھرپور تھے۔ یقیناً اس کو جو سے دیگر لوگ نا آشنا ہیں۔

خاکسار مورخہ ۲۲ دسمبر کو مع چند احباب کے قادیان سے روانہ ہو کر براستہ امرتسر دوسرے دن صبح دہلی اسٹیشن پہنچا۔ تو معلوم ہوا کہ ریلوے ہڑتال کی وجہ سے مدراس اور حیدرآباد جانے والی تمام گاڑیاں سوائے ایک مدراس جی ٹی ایکسپریس کے منسوخ ہیں اور سارا اسٹیشن اور پلیٹ فارم مہاجروں اور پناہ گزینوں کے کیمپوں کی طرح مسافروں اور ان کے سامانوں سے بھرے ہوئے تھے چنانچہ مدراس، حیدرآباد، سکندرآباد اور یادگیر وغیرہ جانے والے احمدی احباب بھی پچھلے دو تین دنوں سے حیران و پریشان یہاں پر پڑے ہوئے تھے۔ اس سال کی غیر معمولی سردی میں سب پلیٹ فارموں پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ناقابل برداشت ٹھنڈی ہوا اور سرد لہر بڑی طرح چل رہی تھی مستورات اور ننھے ننھے بچوں کی حالت قابل رحم تھی اسی حالت میں بعضوں نے تین اور بعضوں نے دو راتیں یہاں گزاریں۔ گاڑی کی روانگی کی کوئی تمنا ہو رہا تھا نظر نہیں آرہی تھی۔

خدا تعالیٰ کے بے شمار فضل اور رحمتیں ہوں مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب اور مکرم سیٹھ یوسف احمد صاحب الٰہ دین پر کہ انہوں نے احباب کو اس صورت حال سے نجات دلانے کے لئے ان تھک کوشش کی انہوں نے حیدرآباد کے ایک مخلص اور سلسلہ پر فدا راجوں کی مرحوم نواب اکبر یار جنگ صاحب کے فرزند مکرم نواب رشید الدین خاں صاحب ایم ۔ پی کے تعاون سے ریلوے کے اعلیٰ حکام سے ربط رکھا اور ایک سپیشل بوگی الاٹ کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان کوششوں میں برکت ڈالی اور دہلی سے حیدرآباد کے لئے ایک علیحدہ بوگی الاٹ ہوئی مورخہ ۲۶ ر دسمبر کی صبح ۱/۲ ۶ بجے دہلی سے نکلنے والی مدراس جی ٹی ایکسپریس کے ساتھ اس بوگی کو ملا دیا گیا ۸۳ صرف احمدیوں پر مشتمل اس بوگی میں مستورات اور مردوں کے لئے الگ الگ حصے مقرر کئے گئے۔ اس طرح چند دن کی تکلیف دہ اور پریشان کن پلیٹ فارم کی رہائش کے بعد ہم سب خدا تعالیٰ کا شکر اور حمد بجا لاتے ہوئے روانہ ہوئے اور دوسرے دن ایک بجے دوپہر قاضی پیٹھ پہنچے چونکہ یہ ساری گاڑی مدراس جانے والی تھی اس لئے اس بوگی کو یہاں الگ کر دیا گیا۔ اس کے بعد شام کو ۱/۲ ۶ بجے حیدرآباد جانے والی ایک مسافر گاڑی سے اس کو ملا دیا گیا اور رات کے ۱/۲ ۱۱ بجے بخیر و عافیت حیدرآباد پہنچے۔

گاڑی کے اندر ایک عجیب و غریب روحانی سماں تھا اکثر دوران سفر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ گاڑیوں میں سوار مسافر وقت گزارنے کے لئے تاش کھیلتے ہیں۔ خوش گپیوں اور بعض اوقات فحش کلاموں سے اپنے دل بہلاتے ہیں کہیں ناول اور سینما میگزین پڑھے جا رہے ہوتے ہیں۔ کہیں ٹرانسسٹر کے ذریعہ گانے سنے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ

لیکن ان احمدیوں کی دنیا ہی کچھ نرالی ہوتی ہے۔ وہ اس طویل سفر کی ساری گھڑیاں اللہ تعالیٰ کی راہ میں گزارتے رہے ہیں پنجوقتہ نمازیں باقاعدہ باجماعت ادا کی جاتی رہیں جن میں تمام مردوں کے علاوہ مستورات بھی اور ننھے ننھے بچے بھی شامل ہوتے رہے امامت کے فرائض کبھی محترم مولانا عبدالحق صاحب اور کبھی خاکسار بجا لاتے رہے۔

تسبیح و تحمید اور درود شریف کے بعد بوگی کے مختلف حصوں میں مختلف مجلسیں ہوتی رہیں۔ کہیں تاریخ احمدیت کے مختلف ایمان افروز واقعات بیان کئے جاتے۔ کہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں اور ان کے پورے ہونے کے تذکرے ہوتے ہیں کہیں مختلف علمی باتوں کی بنیاد پر بحث و تمحیص ہوتی رہی کہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود کے بعض روح پرور اشعار اور ان کی تشریحیں ہوتی رہیں گویا کہ ان روح پرور مجلسوں کے ذریعہ معلوم ہی نہیں ہوسکا کہ یہ طویل اور تھکا دینے والا سفر کس طرح جلد ہی کٹ گیا۔

ساری بوگی خلوص، محبت اور اخوت کا بے نظیر نمونہ بنی ہوئی تھی۔ غیریت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا حقیقت یہ ہے کہ احمدیت نے ہماری جھولیاں خلوص و محبت کے بے شمار خزانوں سے بھر دی ہیں جس کا عشر عشیر بھی ہمیں احمدیت کے باہر نظر نہیں آتا۔ ہر جگہ ہر گھڑی فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کی زندہ اور جیتی جاگتی تصویر اور تشریح نظر آرہی تھی اسی طرح ہر موقعہ پر ید اللہ فوق الجماعۃ کا نظارہ بھی دیکھنے میں آتا رہا۔ اجتماعیت کی برکتیں اور نظام و تنظیم کے فوائد نمایاں طور پر نظر آرہے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خلوص و محبت اور الفت و اخوت کو ہم احمدیوں میں ہمیشہ قائم رکھے اور غیروں کو بھی اس کوچہ سے آشنا رکھے۔

آمین

یا

قادیان میں ایک مجلس استقبالیہ — (بقیہ صفحہ ۹)

بطور مبلغ بھجوایا۔ میرے والدین نے ان کے ذریعہ احمدیت قبول کی میں اس وقت سولہ سالہ نوجوان تھا۔ میں نے بھی ان کی معیت میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی تھی اور اسے قبول کر کے مجھے برکت و نور حاصل ہوا ہے میں بزازی کا کاروبار کرتا ہوں جاکرتا سے ۱۰ کلو میٹر میرا وطن سوکابومی ہے جہاں حضرت مولوی صاحب ہمارے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے میں نے وہاں ایک قطعہ زمین مسجد کے لئے دے دیا ہے ۲۲ سال سے میں جاکرتا میں سیکرٹری امور عامہ ہوں ہر دو میں میں نے اسلام کا بہترین نمونہ دیکھا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہونے پر میری آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور میں بے حد متاثر ہوا لیکن اپنے تاثر کو میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔

احباب وطن کی طرف سے میں آپ سب کو پُر خلوص

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

پہنچاتا ہوں اور ان کے لئے اور اپنے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

اخبار خود خرید کر پڑھیں!
شکریہ

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب

(بقیہ صفحہ اوّل)

اور دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی زبان کو استعمال کرتا ہے۔ اور یہ دونوں ہی صورتیں اختیار کرنے کے لئے مومنوں کو حکم دیا گیا ہے۔

اس امر کو نہایت واضح رنگ میں بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سورہ حج کی آخری آیت میں فرماتا ہے

وتکونوا شھداء علی الناس
فاقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ
واعتصموا باللہ ھو مولٰکم
فنعم المولیٰ ونعم النصیر۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام انسانوں پر گواہ ٹھیرایا ہے۔ اس طرح کہ وہ ایک تو اپنے عمل کے ذریعہ سے دُنیا کے تمام انسانوں کے لئے ایک نمونہ ہے اور اپنے کامل اُسوہ کے ذریعہ سے بنی نوعِ انسان کو نیکی کی تلقین کرتا اور بُرائیوں سے روکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بڑے ہی لطیف پیرایہ میں لوگوں کو بتایا ہے کہ ہمارا رسول تمہاری طرح کا ہی ایک انسان ہے۔ جو نیکی اور ہدایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔ انسان ہونے کی حیثیت سے تم بھی اس کا [illegible] اختیار کر کے اور [illegible] کی پیروی کر کے اپنے آپ کو نیکی کے مقام پر فائز کر سکتے ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔ اور اس طرح بنی نوعِ انسان پر ایک حجت قائم ہوئی ہے کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے محبوب بن سکتے ہیں تو ہر انسان آپ کا اسوہ اختیار کر کے کیوں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔

پس فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب انسانوں پر گواہ ہیں۔ اپنے قول سے بھی اور اپنے عمل سے بھی۔ اس کے ساتھ ہی بنی نوعِ انسان کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بھی اپنے اندر اسوۂ رسول کو پیدا کر کے اور اپنے اندر یہ دونوں اعمال پیدا کر کے بنی نوعِ انسان کیلئے ہدایت کا موجب بن سکتے ہو۔ تم اپنے چراغوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ سے روشن کرو۔ اور پھر اپنے چراغ سے دوسروں کے چراغوں کو روشن کرتے چلے جاؤ۔ اور پھر دیکھو کہ کس طرح دُنیا سے تاریکی اُٹھ جاتی ہے۔ اور ساری دُنیا نیکی تقویٰ اور اس کی روشنی سے منور ہو سکتی ہے۔

آپ نے فرمایا میں اسی آیت کو آپ احباب کے سامنے پیش کر کے عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے ماتحت ایک انقلاب تقسیم ملک کا برپا کیا اور درویشی کی نکتوں کو سمجھنے والا ہے۔ اور پھر آپ اہلِ قادیان کو یعنی جماعت کے صرف ایک قلیل حصہ کو قادیان میں بٹھا دیا۔ اور یہ سب کچھ خدائی تقدیروں کے ماتحت عمل میں آیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں بھی یہ انتباہ موجود تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ جماعت کے اکثر حصہ کو قادیان چھوڑنا پڑے گا اور ہجرت کا داغ اٹھانا ہوگا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک رؤیا بھی بہت واضح رنگ میں اس طرف اشارہ کر رہا تھا کہ جماعت کی اکثریت کو ایک وقت میں قادیان کو چھوڑنا ہوگا۔ اور صرف ایک چھوٹا سا حصہ جماعت کے پاس رہ جائے گا۔

انقلاب کی اس مصیبت کے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ایک نشان دکھایا اور آپ لوگوں کو جو درویش کہلاتے ہیں قادیان میں رہنے اور اس کے مقدس مقامات کو آباد رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ تکونوا شھداء علی الناس بن جائیں۔ شہادت کے مقام کے لحاظ سے آپ اس وقت ساری جماعت کے نمائندے ہیں۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چل کر اپنا ایسا نمونہ پیش کریں کہ ساری دُنیا پکار اُٹھے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے عمل اور نمونہ اور تلقین سے خدا تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کر دیا ہے۔ اور بنی نوعِ انسان کی ایسی خدمت کی ہے کہ انہوں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ حق تبھی ادا ہو سکتا ہے کہ آپ میں سے ہر شخص رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر قائم ہو جائے اور پھر اقیموا الصلوٰۃ پر عمل کر کے نمازوں کو اس طرح قائم کرے کہ وہ محض خدا کا ہو جائے اور اٰتوا الزکوٰۃ کے ذریعہ سے اپنے اموال کو اس طرح خرچ کرے کہ وہ اپنے اموال کو گویا خدا کے حوالے کر دے اور سب سے زیادہ یہ کہ آپ میں سے ہر شخص واعتصموا باللہ پر اس رنگ میں عمل کرے کہ اس کے شب و روز اللہ تعالیٰ کے قرب میں بسر ہوں۔ اور یوں معلوم ہو کہ آپ میں سے ہر شخص خدا تعالیٰ سے لپٹا ہوا ہے۔ اور چمٹا ہوا ہے۔ اور جب انسان یہ رنگ اختیار کر لیتا ہے تو وہ بنی نوعِ انسان کا خادم بن جاتا ہے۔ اس موقعہ پر حضرت چوہدری صاحب نے واعتصموا باللہ کا پنجابی میں ایسے مخصوص انداز میں ترجمہ در تفسیر بیان فرمائی کہ کیا مسلم اور کیا غیر مسلم سبھی اس برجستہ تفسیر کو سُن کر وجد میں آ گئے۔ آپ نے ایک بزرگ احمدی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس آیتِ کریمہ کے پنجابی میں معنے یہ ہیں کہ تم خدا کو "جپھا پالو" یعنی اس سے اس طرح پر مضبوطی سے چمٹ جاؤ کہ بس وہ تمہاری دعاؤں کو قبول ہی کر لے۔

آپ نے فرمایا میں اپنے درویش بھائیوں سے کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو خدا تعالیٰ نے ہم میں سے یعنی ساری جماعت میں سے چُن کر اس اعزاز کے مقام پر کھڑا کر دیا ہے۔ اور یہ آپ کی بہت بڑی خوش قسمتی ہے، اتنی بڑی کہ ہمارے لئے قابلِ رشک ہے۔

اور آپ کو اسی لئے یہ مقام بخشا گیا ہے کہ لتکونوا شھداء علی الناس کہ آپ تمام لوگوں پر گواہ بن جائیں اور تمام لوگ آپ پر بھی گواہ بن جائیں کہ انہوں نے آپ کا نیک نمونہ دیکھ کر خدا کی ذات کو پا لیا ہے۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ وہ تمام احمدی اور غیر مسلم دوست جنہوں نے کسی بھی رنگ میں مجھ سے محبت اور تواضع کا سلوک فرمایا ہے میں اُن سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

بعد ازاں حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے اجتماعی دُعا فرمائی اور جلسہ برخاست ہوا۔

شادی خانہ آبادی

قادیان ۲۷ دسمبر ۷۳ء۔ مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ کی شادی نہایت سادہ طریق پر عمل میں آئی۔ بعد نمازِ عصر حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے مکرم مولوی صاحب موصوف کے مکان پر اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دُعا کرائی۔ اس وقت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ازراہ کرم تشریف فرما تھے۔

بعد میں مکرم مولوی شیخ عبد اللہ صاحب نے اپنی بیٹی عزیزہ نور فاطمہ صاحبہ کو رخصت کیا۔

اگلے روز یعنی مورخہ ۲۹ دسمبر ۷۳ء کو مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے دعوتِ ولیمہ دی جس میں ۵۰ احباب کو مدعو کیا اور آخر میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ نے اجتماعی دُعا کرائی۔ اس موقعہ پر بھی محترم صاحبزادہ صاحب نے ازراہِ شفقت شرکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجبِ برکت اور مثمرِ ثمراتِ حسنہ بنائے آمین (ایڈیٹر)

درخواستِ دعا: - مکرم محمد رشید صاحب جاوید لندن کو کان میں کچھ عرصہ سے تکلیف ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب جماعت سے کامل شفایابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ خاکسار شیخ محمد ایوب متعلم جامعہ احمدیہ قادیان۔

یہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کیلئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکا تو وہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS
16 MANGOE LANE
CALCUTTA-1

فون نمبرز:-
دکان 23-1652 / 23-5222
مکان 34-0541

تار کا پتہ: "AUTOCENTRE"

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیئرس لین کلکتہ ۱۲

AZAD TRADING CORPORATION
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12.

آپکا چندہ اخبارِ بدر ختم ہے!

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ آئندہ ماہ فروری ۱۹۷۴ء میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ بذریعہ اخبار بدر بطور یاد دہانی آپ کی خدمت میں تحریر ہے کہ اپنا چندہ اپنی پہلی فرصت میں ادا کریں۔ تاکہ آئندہ آپ کے نام اخبار جاری رہ سکے اور آپکی عدم ادائیگی کی وجہ سے آپ کا اخبار بند نہ ہو جائے جس سے کچھ وقت کے لئے مرکزی حالات اور اہم دینی حالات و علمی مضامین کی آگاہی سے محروم ہو جائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو آمین

(مینیجر بدر قادیان)

نمبر خریداری	اسماء خریداران	نمبر خریداری	اسماء خریداران
۱۰۶۹	ایس آر رضوان صاحب	۲۰۲۵	مکرم پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ ڈھاکہ
۱۰۶۵	مسٹر حبیب احمد صاحب	۲۰۴۱	” ڈاکٹر اے جے زبیری صاحب
۱۰۹۵	مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی	۲۰۴۲	فضل الرحمان [illegible] لائبریری
۱۱۹۱	” سید عزیز الدین احمد صاحب	۲۰۴۴	مکرم ڈاکٹر احمد عبد الحلیم صاحب
۱۲۲۴	” محمد احمد صاحب حیدرآباد	۲۰۴۶	” سیٹھ بشیر الدین صاحب حیدرآباد
۱۲۲۶	” سید محمد یوسف صاحب ٹیچر	۲۰۵۶	مکرمہ والدہ ڈاکٹر فخر الحسن صاحب
۱۲۶۹	” سید غلام الدین شاہ صاحب	۲۱۴۸	مکرم کامریڈ ابو الحسن صاحب
۱۲۸۴F	” قریشی محمد اسلم صاحب	۲۲۴۲	” بی۔ اے سمرزال صاحب
۱۳۲۴	” سیٹھ محمد یوسف احمد الہ دین صاحب	۲۲۵۰	” محمد اسحٰق صاحب دانی لینہ
۱۳۵۰	” حاجی محمد محسن صاحب	۲۲۵۴	” ڈاکٹر ایچ نیر صاحب
۱۴۳۹	سیکرٹری فوثیہ لائبریری	۲۲۵۷	” مرزا نصیر الدین بیگ صاحب
۱۴۲۴	مکرم محمد حسن صاحب	۲۲۵۸	” ایچ۔ آر انصاری صاحب
۱۵۰۴	” عبد السلیم صاحب	۲۲۵۹	” سید حمید شاہ صاحب
۱۵۹۰	” منور علی خانصاحب	۲۲۶۰	محترمہ امۃ المنیر صاحبہ
۱۶۱۱	” ڈاکٹر مظفر احمد صاحب	۲۲۶۱	مکرم مولوی کے۔ محمد صاحب
۱۶۲۳	” ایس آر عبد الرؤف صاحب	۲۲۶۲	” رحمت اللہ صاحب
۱۶۷۹	” شیخ محمد ابراہیم صاحب	۲۲۶۴	محترمہ رحمت بی بی صاحبہ
۱۷۰۹	” محمد عبد الرب صاحب	۲۲۶۹	مکرم نذیر احمد صاحب
۱۷۷۶	” ڈاکٹر اے آر خانصاحب	۲۲۷۲	” ڈاکٹر احمد خاں صاحب
۱۷۹۲	” محمد رفیق صاحب گیانی	۲۲۷۳	” محمد حسین صاحب گھوڑے سوار
۱۸۲۲	ہنری مارٹن لائبریری لکھنؤ	۲۲۷۴	” زاہد حسین صاحب
۱۸۳۲	مکرم شریف احمد صاحب	۲۲۱۶	” محمد حنیف صاحب لندنی
۱۸۵۹	” سید مسعود عالم صاحب	۲۲۷۲	” خواجہ ظہیر احمد صاحب
۱۸۶۰	مکرمہ سیدہ محتشمہ خاتون صاحبہ	۲۲۵۵	” نعیم احمد صاحب بی ایس سی
۱۹۰۴	مکرم میر عبد الرشید صاحب	۲۲۵۶	” حکیم عبد المنان صاحب
۱۹۲۷	مکرم غلام یٰسین صاحب کبیر بابا		

ہفتہ وقفِ جدید

احبابِ کرام! وقف جدید کی اہمیت کے بارہ میں سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کے ارشادات اس اعلان کے آخر پر درج کئے جارہے ہیں اس کی اہمیت خصوصاً طبقہ نسواں اور نئی پود پر واضح کرنے کے لئے اور اس کام کو ترقی دینے کے لئے ۲۰ر جنوری تا ۲۷ر جنوری ۱۹۷۴ء ہفتہ وقف جدید منایا جائے گا۔ عہدہ داران پر لازم ہے کہ اس ہفتہ میں (۱) ہر مرد و زن اور بچہ کو اس تحریک میں شامل کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور ان سے وعدے لئے جائیں تحریک کرنے کی خاطر حسب ضرورت جلسے منعقد کرنے کا انتظام مجالس وغیرہ کے الگ الگ یا اجتماعی جلسہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ امر ہر جماعت کی پر منحصر ہے۔ (۲) مبلغین و معلمین وقف جدید، لجنات اماء اللہ اور مجالس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، ناصرات الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کا تعاون مہربانی کر کے عہدیداران حاصل فرمائیں۔ (۳) جو احباب شامل ہیں ہر ایک کو ان کا حساب بتایا جائے تا جن کے ذمہ رقم قابل ادا ہو وہ ادا کر سکیں۔ (۴) بعد اختتام ہفتہ دفتر وقف جدید کو کارکردگی سے مطلع فرمائیں۔ حسن کارکردگی کے بارہ میں بدر میں اعلان کیا جائے گا تاکہ ایسے احباب کے نیک نمونہ سے دیگر احباب کے متاثر ہونے پر ان کو مزید ثواب ملے۔

حضرت المصلح الموعودؓ نے فرمایا کہ:-

(۱) "اس تحریک کے دو حصے ہیں ایک وقف اور ایک چندہ ...... ہر احمدی کوشش کرے کہ چھ روپے سالانہ یکمشت یا بارہ اقساط میں دیا کرے اور ہماری جماعت میں ایک لاکھ آدمی ایسا پیدا ہو سکتا ہے۔

(۲) جو وعدے وقف جدید کی آمد کے آرہے ہیں ان سے پتہ لگتا ہے کہ شاید چھ روپے سالانہ انتہائی حد ہے۔ مگر یہ بات غلط ہے اتنی بڑی سکیم کو چلانے کے لئے لاکھوں روپے کی ضرورت ہے۔ جسکی توفیق بارہ روپے سالانہ کی ہو وہ بارہ روپے سالانہ دے سکتا ہے۔ جسکی توفیق پچاس روپے سالانہ کی ہو وہ پچاس روپے سالانہ دے سکتا ہے۔ دوستوں کو ہدایت دینے کے لئے یہ بات کافی تھی کہ میرا چندہ چھ سو روپے شائع ہو چکا ہے اور چھ سو۔ چھ سے سو گنا زیادہ ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ خدا مجھ کو توفیق دے تو بجائے چھ سو کے چھ ہزار یا اس سے بھی زیادہ دوں ممکن ہے اللہ تعالےٰ توفیق دے تو میرا اس تحریک کا چندہ ۲۵ ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہو جائے (الفضل ۱۵ر جنوری ۱۹۵۸ء)

(۳) پس ہمت سے آگے بڑھو زیادہ سے زیادہ چندے لکھواؤ۔ اور جو لوگ آنریری سکریٹری کے طور پر کام کر سکتے ہوں۔ وہ اپنے آپ کو آنریری سکریٹری بنالیں اور شہر سے باہر جہاں کہیں جائیں وہاں احمدیوں سے مل کر زیادہ سے زیادہ چندہ لینے کی کوشش کریں تاکہ ہمارا چندہ جلدی سے جلدی بارہ لاکھ تک پہنچ جائے اسی طرح نوجوانوں کو وقف زندگی کی تحریک کریں۔

(الفضل ۱۶ر جنوری ۱۹۵۸ء)

اللہ تعالےٰ آپ [illegible] بہتر ہو اور بیش از بیش خدمات کی توفیق دے آمین۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ [illegible]

دعوتِ ولیمہ

قادیان ۸ر جنوری آج بعد نماز مغرب مکرم شریف احمد صاحب شیخوپوری نے اپنے بیٹے عزیز عزیز احمد کی دعوت ولیمہ کی جس پر ۷۵ احباب و مستورات کو اپنے یہاں مدعو کیا۔ آخر میں حضرت مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ نے اجتماعی دعا کرائی واضح ہو کہ عزیز کا نکاح مورخہ ۶ر اپریل ۷۲ء کو حضرت مولوی عبد الرحمان صاحب فاضل نے عزیزہ بشریٰ بیگم بنت اسرار محمد صاحب امروہے مسجد مبارک میں پڑھا تھا اور مورخہ ۲۳ کو مکرم شریف احمد صاحب شیخوپوری اپنے بیٹے کی شادی کے لئے امروہہ گئے اور مورخہ ۳۱ر دسمبر کو براستہ واپس قادیان آگئی۔ اور آج شام دعوت ولیمہ عمل میں آئی۔

اللہ تعالےٰ اس رشتے کو ہر طرح مبارک کرے آمین

درخواستِ دعا

مکرم قریشی احمد حسین صاحب آف تیماپور ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ اور آجکل زیادہ بیمار ہیں۔ احباب سے ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار قریشی محمد شفیع عابد
درویش قادیان

اپنے ڈاکخانہ کا کوڈ نمبر تحریر کیجئے